رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

انتباہ ۔ یہ پرچہ صرف اصحاب کے واسطے ہے
مکرم پیر اکبر علی صاحب پلیڈر
فیروز پور
Ferozepure city

بدر

قادیان

ایڈیٹر اسم علی احمدی

جلد ۱۸ | قادیان مورخہ ۴ مئی ۱۹۳۳ء مطابق ۱۸ محرم ۱۳۵۲ھ | نمبر ۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو ہفتہ زیر اشاعت میں بواسیر اور بخار کی تکلیف رہی ۔ حضور ۷ رمئی کو لاہور تشریف لے گئے ۔ اور ۸ رمئی کو واپس رونق افروز قادیان ہوئے ۔ پھر ۹ رمئی کو لبواری موٹر لاہور تشریف لے گئے ۔ وہاں سے کچھ دنوں کے لئے راولپنڈی تشریف لے جائیں گے ۔ احباب حضور کی صحت و بخیریت واپسی کی دعائیں فرمائیں ۔ خدا حافظ و ناصر ہو ۔

(۲) ۱۱ رمئی بعد عصر لوکل انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مکرم خانصاحب منشی فرزند علی سلغ انگلستان کو ان کی کامیاب اور باعزت واپسی پر ٹون ہال قادیان میں دعوت چاء دیگئی ۔ جس میں اکابرین و معززین احمدی احباب بھی مدعو تھے ۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق نے بحیثیت پریذیڈنٹ لوکل انجمن تمام احمدیان قادیان کی طرف سے ایڈریس پیش کیا ۔ جو اسی پرچہ میں دوسری جگہ شائع کیا گیا ہے جس کا خانصاحب نے عزت افزا جواب دیا ۔ اور بعد دعا یہ تقریب ختم ہوئی ۔

(۳) یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ شائع کی جاتی ہے ۔ کہ مکرمی ڈاکٹر محبوب عالم صاحب پنشنر خلف اکبر ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم امرت سری اپنے گھر امرت سر میں فوت ہو گئے ۔ اور آپ کا جنازہ بذریعہ لاری قادیان لایا گیا ۔ جہاں احباب کثیر نے باقتدار حضرت مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت قادیان جنازہ پڑھا ۔ اور مرحوم بہشتی مقبرہ میں دفن کئے گئے ۔ مرحوم بڑی خوبیوں کے جامعہ تھے ۔ قادیان میں بھی دو سال ہوئے کہ چند ماہ نور ہسپتال میں کام کرگئے ۔ ان چند ایام میں آپ نے تمام قادیان کی مسلم غیر مسلم پبلک میں وہ ہر دلعزیزی حاصل کی ۔ کہ ہر خورد و کلاں کو آپ کے جانے پر سخت قلق ہوا ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے ۔ اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل بخشے ۔ ہمیں ڈاکٹر فیملی سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنیوالے میں

وصیت نمبر ۳۳۹

منکہ چوہدری محمد حسین ولد چوہدری علی محمد قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۴۴ سال بیعت ۱۹۰۱ء ساکن طالب پور ضلع گورداسپور مورخہ ۱۲/۳۳ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے ۔ تقریباً سو گھماؤں اراضی زرعی واقعہ ضلع گورداسپور و اراضی موضع مجھیپور ڈاکخانہ خاص تحصیل پسرور تقریباً دس بیگہ جس کی کل قیمت تقریباً دس ہزار روپیہ ہے ۔ لیکن میرا گذارہ اس جائداد پر نہیں ۔ بلکہ ماہوار آمد پر بھی ہے ۔ جو کہ خالص آمدنی ۲۰۰/- روپیہ ہے ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا ۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں ۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو ۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں ۔ تو اسی قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا ۔ اگر میری جائداد بعد ادائیگی قیمت بابر وصیت سے میری زندگی میں نہ ہو سکے ۔ تو انجمن کو میری وفات کے بعد میری جائداد پر قبضہ کرنیکا حق ہوگا ۔ العبد ۔ محمد حسین موصی مذکور بقلم خود ۔ گواہ شد ۔ محمد ابراہیم سیکرٹری وصایا ۔ گواہ شد ۔ عبدالرحمن صدر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۴ ارمئی ۱۹۳۳ء

اہل پیغام کی مضطربانہ مذبوحیت

اور:

خاکسار ملتانی پر خاص نظر عنایت

میرا ٹریکٹ موسومہ بہ "احمدی فریق لاہور کے عقائد" ناظرین کرام کی نظر سے ضرور گذرا ہوگا۔ وہ جس قدر متانت اور سنجیدگی اور سادگی اور صفائی سے لکھا گیا ہے۔ اس کا عشر عشیر میرے پیغامی پیرو جوان اہل قلم کو جواب میں بھی نصیب نہ ہوا ہوگا۔ اس تمام مضمون میں ایک حرف بھی اپنی طرف سے نہیں۔ اور نہ ہی پیغامیانہ تحریف اور کتر بیونت سے کام لیا گیا ہے بلکہ قبلہ محمد علی صاحب مدظلہ کی تحریرات بح سیاق سباق جزی وکلی کے تمام وکمال درج کی گئی ہیں۔ تاکہ کسی بھلے مانس کو یہ شکایت ہی پیدا نہ ہو۔ کہ میری فلاں عبارت کا اگلا یا پچھلا حصہ تحریفی نقطوں (.....) کے نذر کر کے اپنا اُلو سیدھا کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے جیسا کہ عام طور پر اہل پیغام خصوصاً امیر پیغام کا رویہ ہے۔

مگر وائے برحال پیغام۔ کہ باوجود اس قدر صاف نویسی کے میرے پیارے مدیر اور امیر یا مستور نامہ نگار ۳ رمئی کے پرچہ میں مجھ عاجز اور قدیم خادم اور نیاز مند پر اس طرح بے طرح برسے ہیں۔ کہ پناہ خدا کی پناہ۔ اس ٹریکٹ کے سنگ گراں کی ضربوں کی تاب نہ لاکر بجائے حق کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے اخلاقی گراوٹ۔ قادیانی دریدہ دہن۔ تنگدل۔ بزدل وغیرہ مہذب اور شستہ الفاظ کا استعمال کر کے اپنے معزز امیر ایدہ اللہ کے نقش قدم پر چلنے کا اعلیٰ نمونہ دکھایا ہے۔ اور یہ سچ ہے۔ کہ اس قسم کے ٹریکٹ کا جواب بجز اس کے اور کچھ ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ قبلہ امیر ایدہ اللہ کے قادیانی عقائد کو پیش کرنے والا اسی سلوک کا مستحق ہے۔ چنانچہ پندرہ بیس سال پیشتر بھی جب میرے محترم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے رسالہ "تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب" شائع کیا تھا۔ اس میں بھی اسی ٹریکٹ کی طرح اپنی طرف سے کچھ بھی ایزاد نہیں کیا گیا تھا۔ صرف قبلہ محمد علی صاحب کی تحریرات پیش کر کے یہ ثابت کیا گیا تھا۔ کہ قبلہ امیر جو کچھ قادیان میں رقم فرماتے رہے۔ وہ اَور تھا۔ اور جو لاہور کے مقدس احدود میں جاگزیں ہو کر ظاہر فرما رہے ہیں۔ وہ اَور ہے۔ یہ نتیجہ کسی ناملایم الفاظ میں نہیں تھا۔ رسالہ موجود ہے۔ ہر کس وناکس اس کو دیکھ سکتا ہے۔ کہ رسالہ میں قبلہ امیر کا ذکر خیر نہایت ادب واحترام سے کیا گیا تھا۔

مگر اس کے جواب میں قبلہ امیر نے ایک رسالہ موسومہ بہ "تبدیلی عقیدہ کا الزام کس فریق پر عاید ہوتا ہے" شائع فرمایا۔ اس میں قبلہ موصوف نے ناکردہ گناہ مولوی اسمٰعیل صاحب پر اپنے قلم شفقت رقم سے وہ نوازشات فرمائیں۔ جن کا اعادہ کرتے ہوئے بھی ہر ایک شریف انسان کا دل اور قلم لرزہ کھاجاتا ہے۔ نقل کفر کفر نہ باشد کے ماتحت مشتے از خروارے ملاحظہ فرماویں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ:-

"تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب کا مصنف آثم۔ اظلم۔ سیاہ باطن۔ ظالم۔ شر من فی الارض گروہ کے جانشین۔ کور باطن۔ خدا کی لعنت کا مورد۔ باطل کا حامی پکے منافق۔ خدا کی لعنت کے نیچے۔ کفرتم بعد ایمانکم کا مصداق۔ بدذات۔ سانپ۔ سانپ کا بچہ۔ سوء شرارت سے بھرا ہوا۔ اندھا۔ ابلہ فریب۔ سیاہ رو۔ سیاہ دل غبی۔ حد سے زیادہ چالاک۔ تلبیس سے کام لینے والا وغیرہ وغیرہ ہے"

ناظرین یہ گالیاں کسی ایرے وغیرے نتھو خیرے اور جاہل زمیندار جاٹ کے قلم اور دماغ کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ ایک تعلیم یافتہ اور ڈبل ایم۔ اے حارث اور اصحاب الاخدود کے امیر اور معلم قبلہ محمد علی صاحب پریذیڈنٹ کی رشحات قلم کا مقدس نتیجہ ہے۔ پس جیسے گرو ویسے چیلے زبان زد خلائق ضرب المثل کے مطابق مستور نامہ نگار پیغام کی تازہ نوازش فرمائیاں بھی چنداں قابل شکایت وانتقات نہیں۔ کیونکہ برتن سے آخر وہی نکلتا ہے۔ جو اس میں ڈالا جاتا ہے۔ قبلہ معلم ازلی نے بالخصوص اس مسئلہ تبدیلی عقائد کے موضوع کا مسکت اور دندان شکن جواب ہی اپنے طالبان درس کو یہی سکھا رکھا ہے۔ کہ جونہی کوئی شکر محمود میں سے اس ناگوار مسئلہ کا گولہ چلائے۔ فوراً ہی زمینداری گالیوں کی گولیاں تڑاتڑ چلانی شروع کر دیا کرو۔ مگر دنیا جانتی ہے۔ کہ گولوں کا جواب گولیوں سے دینا گویا اپنی کمزوری اور عجز اور ناتوانی کا مکروہ مظاہرہ کرنا ہے ٭

ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ جب ہماری طرف سے اہل پیغام اور ان کے واجب الاحترام امیر پیغام کی خدمت میں نہایت ادب اور اخلاص اور محبت سے عرض کیا جاتا ہے۔ کہ جناب والا! آنمخدوم کا جب تک روحانی و جسمانی طور پر قادیان کی مقدس ارض سے تعلق رہا۔ تب تک آنمخدوم اور اور آں محترم کی چاپلوسی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی رسول۔ پیغمبر آخر زمان نبی آخر زمان اور ابیا نبی مانتے سناتے رہے۔ کہ جس کے ماننے کے بغیر خواہ ایک انسان جمیع انبیاء ماسبق یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان کیوں نہ رکھتا ہو۔ نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ اور یہ بھی کہ جو لوگ سلسلہ احمدیہ میں شامل نہیں۔ وہ **یہودی** ہیں۔ مگر اب لاہور میں جا کر بالکل اس کے برعکس اتنا بڑا انقلاب واقع ہو گیا۔ کہ نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی رہے اور نہ ہی ان کے منکر یہودی رہے۔ اور نجات کے لئے ان پر ایمان لانے کی ضرورت بھی نہ رہی"

اس اختلاف عظیمہ کے وجوہات بدلائل معقول ومنقول پیش فرمائے جائیں۔ مگر اس کے جواب میں ہم کو کہا جاتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ تم سؤر ہو۔ سانپ کے بچے ہو۔ دریدہ دہن ہو۔ اندھے ہو۔ سیاہ رو ہو۔ ہمیں خدا کے لئے بتلایا جائے۔ کہ دنیا کی کس شرافت اور تہذیب کی ڈکشنری اور کورس میں یہ طریق جواب درج ہے۔ آخر خدا کو جان دینی ہے۔ اور قیامت کے روز خدا کے حضور تمام انبیاء و مرسلین کی موجودگی میں پیش ہونا ہے۔ وہاں کیا جواب دوگے۔

سہلا یہ بھی کوئی جواب ہے۔ کہ خاکسار نے "احمدی فریق لاہور کے عقائد" والے ٹریکٹ میں اپنے عقائد تکفیر کو کیوں ظاہر نہیں کیا۔ آپ ہی خدا لگتی کہو۔ کیا اس ٹریکٹ کی سرخی اس بے تعلق مضمون کی متحمل ہو سکتی تھی۔ البتہ قبلہ محمد علی صاحب کا ٹریکٹ کیا "حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا" ضرور اس مضمون کا بھی متحمل تھا۔ کہ اس میں قبلہ موصوف اس اہم مسئلہ تبدیلی عقائد پر بھی وضاحت سے روشنی ڈالتے۔ کہ میں جو بیس سالہ قادیانی زندگی میں حضرت مرزا صاحب قادیانی کو مدعی نبوت۔ نبی اور رسول اور پیغمبر آخر زمان نبی آخر زمان بغیر کسی تشریحی الفاظ ظلی بروزی کے لکھتا رہا ہوں۔ اور باوجود حضرت مرزا صاحب نے ۱۸۹۲ء میں مولوی عبدالحکیم کو لکھا۔ کہ لفظ نبی کا ٹا ہوا خیال فرمائیں۔ اور پھر ۱۸۹۹ء میں تنبیہاً ہدایت فرمائی۔ کہ معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں کہنے چاہئیں" مگر پھر بھی میں نے حضرت مرزا صاحب جیسے کامل پیر و مرشد کی ہدایت کی ۱۹۰۲ء سے خلاف ورزی شروع کر دی تھی۔ اور جب تک میں قادیان میں رہا اور جہاں تک میرے امکان اور بس میں ہوا۔ میں نے حضرت مرزا صاحب کو نبی رسول وغیرہ الفاظ میں پیش کیا۔ اور حضرت مرزا صاحب نے نہ صرف خاموشی سے میری اس خلاف ورزی کو دیکھا بلکہ ایک طرح میری تائید میں ایک غلطی کا ازالہ شائع کیا۔

جس میں صریح لکھا۔ کہ :-

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت کا انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اسی کے واسطہ سے **خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔** مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا"

اب یہ حوالہ ایسا زبردست اور فیصلہ کن ہے۔ جو منکرین نبوت مسیح موعود اور مکفرین مسیح موعود کے تمام تار و پود کو بکھیر کر رکھ دیتا ہے۔ جن انکاری عبارات کو پیش کر کے ہمارے قدیم یاران پیغام خصوصاً امیر پیغام ایدہ اللہ کمزور ترین تنکوں کا سہارا لیا کرتے ہیں۔ ان کے متعلق خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فیصلہ فرما دیا۔ کہ اس انکار سے مراد صرف شریعت والی نبوت ہے۔ ورنہ بغیر شریعت کے میں **نبی اور رسول ہوں** اور یہی تمام جماعت احمدیہ کا اعتقاد اور ایمان ہے۔ اس سے ایک شمہ بھی زیادہ سمجھنا موجب کفر است و خسران و تباب ہے۔ مگر ان لاہوری منکران نبوت مسیح موعود کا یہ کس قدر ظلم عظیم ہے۔ کہ محض بتقاضائے بغض و عناد اور ضد و حسد کے ہماری طرف وہ بات اور وہ اعتقاد منسوب کر کے عوام کالانعام میں غلط اور مکروہ اور غلیظ پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ کہ گویا قادیانی حضرت مرزا صاحب کو ایسا نبی سمجھتے ہیں۔ جس نبوت سے حضرت صاحب ہمیشہ از اول تا آخر انکار ہی کرتے رہے۔ حالانکہ ہم جماعت احمدیہ پہلے بھی اور اب بھی مستقل اور با شریعت نبوت کے مدعی کو جو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ کرے کاذب اور جھوٹا اور لعنتی سمجھتے ہیں۔

معلوم ان پیغامی حضرات کو موت کیوں بھولی ہوئی ہے۔ ان بھلے مانسوں سے کوئی اتنا پوچھے کہ تم لوگوں کا حضرت صاحب کی انکاری عبارات پیش کر کے یہ ثابت کرنا مقصود ہے۔ کہ حضرت صاحب نے ایسی نبوت کے دعویٰ سے بھی انکار کیا ہے۔ جو ہم جماعت احمدیہ مانتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب **بغیر شریعت کے نبی اور رسول ہیں۔** یا کیا ہم حضرت صاحب کو با شریعت اور براہ راست نبی مانتے ہیں۔ جو قرآن کو منسوخ کرے اور کلمہ منسوخ کرے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور استفاضہ کے بغیر نبی ہونیکا دعویٰ کرے۔ کیا ہم قرآن کریم کے سوا کوئی اور کتاب شریعت کی مانتے ہیں۔ کوئی اور کلمہ پڑھتے ہیں۔ کسی اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں۔ آخر اس تمام تو تو میں میں کی جھک کا منشا اور غایت ہی کیا ہے۔ خواہ مخواہ اپنے گرامی اوقات اور غریب قوم کے پسینہ کی کمائی کو اس طرح بیدریغ اخباروں اور ٹریکٹوں کے صفحات سیاہ کر کے سیاہ روئی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔

صاف بات ہے۔ کہ حضرت صاحب نے نبوت سے انکار کیا ہے۔ مسلم ہے۔ اقرار کیا ہے۔ اور ضرور کیا ہے۔ اور یہ اقرار انکار کے بعد کیا۔ اور تا دم وصال اس اقرار بعد انکار پر قائم رہے۔ اور اس انکار کو بھی بوجوہات تا دم آخر قائم رکھا۔ کہ وہ انکار محض با شریعت نبوت کا تھا۔ ورنہ بلحاظ نفس نبوت و رسالت نہ پہلے انکار تھا۔ نہ بعد میں کسی وقت بھی اشارۃً یا کنایۃً انکار کیا۔

کوئی شریف اور سمجھدار جناب مولوی محمد علی صاحب سے اتنا تو پوچھے۔ کہ آپ کی یہ جدید ٹریکٹ بازی آپ کی سابقہ اقراری اور شد و مد سے اقراری تحریرات کے سامنے پر پشہ برابر بھی حقیقت رکھتی ہیں۔ تم نے حضرت مرزا صاحب کو نبی لکھا۔ رسول لکھا۔ بغیر کسی تشریح اور تفسیر کے۔ تو اب بیس سال کے بعد ان صاف اور بیّن اور مفرد الفاظ کو کس طرح لا اور نبی یا لا اور رسول کا مرکب سمجھ لیں۔ کہ میرے اس نبی اور رسول لکھنے سے مراد "نہیں نبی" اور "نہیں رسول" ہیں۔ سننے والا کہیگا۔ کہ نہیں نبی اور نہیں رسول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی حضرت مرزا صاحب تھے۔ تو پھر ان کو نبی اور رسول لکھنے کی زحمت ہی کیوں گوارا کر کے ابدی طور پر یہ مصیبت سہیڑ لی۔ کہ جب بھی کوئی شخص ان حوالجات کو پیش کرتا ہے۔ تو آپ بجائے معقول جواب دینے کے گنواروں والی گالیوں پر اتر آتے ہیں۔ حالانکہ آپ تعلیم اور تہذیب کی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہیں۔ اس لئے جاہل گنواروں میں اور آپ میں بوجہ تعلیم کے بین فرق پیدا ہونا چاہیئے تھا ؛

میری رائے میں اس روز روز کی مصیبت اور بلائے ناگہانی سے نجات حاصل کرنے کا بہترین اور واحد علاج یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ مرد میدان بن کر ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی کی طرح اپنے سابقہ عقائد پر علی الاعلان خط تنسیخ کھینچ دیں۔ پھر ہمارے لئے حرام ہے۔ کہ ہم یا کم از کم میں اس ناگوار بحث کو چھیڑوں اور آپ کے سابقہ حوالجات کو پیش کروں۔ لو اگر جرأت ہے۔ تو اعلان کرو۔ پھر ہماری پابندی اقرار کا وزن کرو ؛

پہلے بھی جب اوّل اوّل تبدیلی عقائد کا بھاری بھرکم پتھر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے آنجناب کے سامنے رکھا۔ تو اس وقت بھی آنمکرم نے جو ٹالوان جواب لاجواب عنایت فرمایا۔ یہ تھا۔ کہ پہلے بے نقط لغات کے بڑے بڑے الفاظ استعمال فرمائے۔ پھر فرمایا۔ کہ :۔

"باقی رہا ان حوالجات کا کوئی اصل جواب۔ سو اس کے متعلق لکھدیا۔ کہ یہ رسالہ مجھے یہاں ایبٹ آباد میں ملا ہے۔ . . . میرے پاس نہ تو یہاں ریویو آف ریلیجنز ہے۔ اور نہ درحقیقت مجھے ابھی اس قدر فرصت ہے۔ کہ مفصل ان مضامین پر قلم اٹھا سکوں۔ نومبر میں النبوۃ فی الاسلام کا لکھنا شروع کروں گا۔ اور اس میں بالتفصیل ساری باتوں کا جواب دوں گا"

اس کے بعد وہ موعودہ النبوۃ فی الاسلام شائع ہو گئی۔ ہم خوش ہوئے۔ کہ ہماری مدتوں کی امید بر آئی اس اینٹ البحر کا صفحہ صفحہ ورقہ ورقہ پھول ڈالا۔ سطر سطر پر نظر ڈالی۔ مگر وائے افسوس۔ کہ اس اہم مسئلہ پر قبلہ محمد علی صاحب نے ذرا بھی روشنی ڈالنے کی تکلیف نہ فرمائی۔ پھر اس کے بعد جب کبھی بھی یہ موضوع تبدیلی عقائد والا معرض بحث میں آیا۔ تو وہی مرغے کی ایک ٹانگ ہی ہم کو دکھائی گئی۔ یہاں تک کہ اب میں نے ایک ٹریکٹ کے ذریعہ اس نازک مگر سنگ گراں مسئلہ کو پیش کیا۔ تو ایک کالم میں مجھے متذکرۃ الصدر گالیاں دی گئیں۔ گالیاں بھی مجھے گراں نہ پڑتیں۔ اگر اس موضوع پر تھوڑی بہت کوئی سیاہ و سفید روشنی ڈالتے۔ مگر برعکس اس کے اگر کوئی جواب دیا۔ تو ایسا نامعقول کہ ؎

ثابت مے کند الزام را

ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل کرتا ہوں۔ خدارا اسے پڑھکر موازنہ کریں۔ ارشاد ہوتا ہے :۔

کہ "خاص بات جو اس مضمون کے لکھنے کی محرک ہوئی وہ یہ ہے۔ کہ آیا کسی جماعت یا فریق کے وہ عقائد ہوا کرتے ہیں۔ جو اس کا مخالف لکھے۔ یا وہ جو خود وہ جماعت شائع کرے۔ اگر اوّل الذکر امر صحیح ہے۔ تو حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے جو عقائد مخالفین سلسلہ نکال کر شائع کرتے رہتے ہیں۔ قادیانی صاحب کیوں ان کو صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ اپنے الفاظ اور اپنے عقائد کی بہترین تفسیر وہی جماعت کر سکتی ہے۔ جس کے عقائد ہوں۔ اس کا مخالف تو ہمیشہ ایسا نتیجہ نکالنے کی کوشش کریگا۔ جو معترض کے نقطہ نگاہ سے قابل اعتراض ہو"

(پیغام ۳ رمئی ۳۳ء صفحہ ۸)

بے شک ہم کو مسلم ہے۔ میرے مہربانو یہی تو رونا ہے یہی تو ہماری غرض ہے۔ کہ ہم جو تحریرات امیر ایدہ اللہ کی قادیانی زندگی والی پیش کر رہے ہیں۔ ان کو آپ یا آپ کے اور کوئی چھوٹے بڑے یا پنشنر یا آخری عالم جاہل ایک ایک کر کے ہمارے دلائل اور نتائج کی تردید کریں۔ اور دنیا پر ثابت کر دکھلائیں۔ کہ ان قادیانیوں نے مولانا ایدہ اللہ کی تحریرات کو غیر احمدیوں کی طرح محرف و مبدل یا کتر بیونت کر کے مقطوع اور ناقص طور پر پیش کر کے غلط نتائج نکالے ہیں۔ حالانکہ اصل حوالہ یوں ہے۔ یا اگر حوالجات میں کوئی ایسا سقم نہیں دکھایا جا سکتا۔ تو کم از کم جناب مولوی محمد علی صاحب کی تحریرات میں سے ان کے مقابل ایسے حوالجات ہی پیش کر کے دکھلایا جاتا۔ جس میں لاہوری زندگی کے عقائد جدیدہ کھلم کھلا ظاہر ہوتے۔ تاکہ ان کو محکمات کا مرتبہ دیکر باقی ان حوالجات بیّنہ کو متشابہات قرار دیکر اپنے ہمنواؤں کی آنکھوں میں خاک دھول جھونکی جا سکتی۔ یونہی صرف ایک قاعدہ کلیہ پیش کرنا اور اس کا ثبوت کوئی نہ دینا یہ کہاں کی دیانتداری ہے۔ ہم یہ مانتے ہیں۔ اور علیٰ وجہ البصیرت مانتے ہیں۔ کہ مخالفین سلسلہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے مقطوع اور نامکمل حوالجات پیش کر کے لوگوں کو ہمارے خلاف مشتعل کرتے ہیں۔

مخالفین سلسلہ ہی پر کیا موقوف ہے۔ خود منکران نبوّت مسیح یعنی اہل پیغام اور ان کے امیر پیغام نے آج کل ہمارے خلاف اسی قسم کا وطیرہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ ہماری عبارات یا حضرت مسیح موعود کی عبارات کو نقل کرتے وقت جس جملہ یا فقرہ میں اپنے نتیجہ اور نبوت کی تردید ہوتی ہو۔ اس کو محرّفانہ نقطوں . . . . کی نذر کر دیا کرتے ہیں۔ مگر ہم خدا کے فضل سے ببانگ دہل کہتے ہیں۔ کہ جناب امیر ایدہ اللہ کے تمام سابقہ تحریرات جو ہماری پیش کردہ ہیں۔ اس قسم کی بہودیانہ آلائشوں سے بالکل مبرّا اور معرّا ہیں۔ لہذا اہل پیغام مخالفین سلسلہ کی یا اپنی مکروہ مثال تحریف پیش کر کے ہمارے مطالبہ سے جان نہیں چھڑا سکتے ؛

جادو وہ جو سر پر چڑھکر بولے

آگے چلکر پیغام یہ اقرار کرنے پر مجبور ہوا ہے۔ کہ "ہماری جماعت اور قادیانی جماعت کو مسلم ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تصانیف میں لفظ نبی استعمال کیا۔ اسی طرح جماعت کے مؤلفین نے بھی یہ لفظ استعمال کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن سوال یہ ہے۔ کہ جو نتیجہ قادیانی پارٹی اب نکالتی ہے وہ نتیجہ ۱۹۱۰ء تک جماعت کا کوئی مؤلف نکالتا تھا؟ یعنی جو شخص حضرت مسیح موعود کو نبی نہ مانے۔ خواہ اس نے آپ کا نام بھی نہ سنا ہو۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے" (پیغام ۱۴ مئی ۱۹۳۳ء)

شکریہ۔ مولوی محمد علی صاحب کا کھلم کھلا نام لکھنے سے گریز کرتے ہوئے جماعت کے مؤلفین میں ضمنی اقرار کر لیا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے بھی لفظ نبی استعمال کیا تھا خدا جانے پیغام کو مولوی محمد علی صاحب کا نام ظاہر طور پر لکھنے سے کیوں ہچکچاہٹ پیدا ہوئی۔ خیر ہمیں یہ مستورانہ اقرار ہی قبول ہے۔ باقی رہا ان کا یہ نتیجہ جو بزعم خود قادیانی پارٹی کے ذمہ خواہ مخواہ تھوپا گیا ہے۔ اس کا اوّل تو مسئلہ نبوّت سے کوئی ایسا تعلق نہیں۔ کیونکہ ہمیں تو قرآن کریم میں یہ حکم ہے۔ خدا کے تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان لاویں۔ کیونکہ نؤمن ببعضٍ ونکفر ببعض کہنے والوں کو خدا تعالیٰ نے ھم الکٰفرون حقاً فرمایا ہے ؛

اس میں یہ تشریح نہیں۔ کہ فلاں قسم کے نبیوں کو ماننا اور فلاں قسم کے نبیوں کو ماننے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ بغیر کسی قسم کی تخصیص کے ہر قسم کے نبیوں پر ایمان لانا فرض قرار دیا گیا ہے۔ اب یہ اہل پیغام کا فرض ہے۔ کہ وہ قرآن کریم سے دکھائیں۔ کہ جس نبی کو خدا بھی بار بار الہامات میں نبی اور رسول کر کے پکارے۔ جس نبی کو سید المرسلین ہم تیرہ صدیاں پیشتر سے نبی اللہ کہکر یاد فرماوے۔ جس نبی کو خود وہ نبی کہے۔ کہ میں نبی اور رسول ہوں۔ جس نبی کو جماعت کے تمام خورد و کلاں مولفین مصنفین اور دیگر اہل قلم نبی و رسول کر کے پکاریں۔ جس نبی کو قبلہ محمد علی صاحب مدظلہ کی زبان نبی اور رسول کہتے کہتے خشک ہو چکی ہو۔ جس نبی کو پیغام صلح جیسا اشد لمناس منکر نبوّت ۱۹۱۳ء کے آخر تک نبی اور رسول کہہ رہا ہو۔ ایسے عظیم الشان مسلمہ اور مصدقہ خاص و عام نبی کا ماننا اسلام اور نجات کے لئے ضروری نہیں ہے۔ اور اس پر ایمان لائے بغیر بھی انسان مسلمان اور نجات کا مستحق رہ سکتا ہے۔ ورنہ ہمیں تو قرآن کریم سے یہی معلوم ہوا ہے۔ کہ خدا کے ہر نبی پر ایمان لاؤ۔ وہاں ظلّی یا بروزی یا نبی بمعنے لانبی وغیرہ پر ایمان نہ لانے کی کوئی استثناء نہیں۔ بلکہ سب کے سب اور ہر قسم کے مامورین پر جن کو نبی اور رسول کے لفظ سے اللہ تعالیٰ نے مخاطب کیا ہو۔ ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے ؛

اس لئے اس نتیجہ کے برعکس نتیجہ دکھانے کے ہمارے اہل پیغام ذمہ دار ہیں۔ نہ کہ ہم۔ کیونکہ ہمارے ساتھ تواتر اور اتفاق صحف اولیٰ ہے۔ مگر وہ تو کیا دکھا سکتے ہیں۔ ہم ان کو دکھاتے ہیں۔ اور مفصل میں پیغام نمبر ٹریکٹ ۲ میں دکھا چکا ہوں۔ کہ ۱۹۱۰ء تو بہت دُور کی بات ہے۔ ۱۹۰۶ء میں قبلہ محمد علی صاحب نے رسالہ احمد انگریزی کی ابتداء ہی اسی سے کی ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ میں جو لوگ شامل نہیں۔ وہ یہود ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ۱۹۱۳ء میں تو پیغام صلح میں حضرت امیر ایدہ اللہ اینڈ کو نے یہ اعلان کر دیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نبی اور رسول ہیں۔ اب دین کی نجات حضرت مرزا صاحب پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔ خواہ کوئی انسان کتنا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو۔ سب ہیچ ہے۔ جب تک وہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہ لائے ؛

اب ناظرین کرام! خدارا انصاف فرماویں۔ کہ تمام نبیوں کے سرتاج اور سردار حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور تمام گذشتہ انبیاء علیہم السّلام پر ایمان لانا ایک طرف اور حضرت مرزا صاحب پر ایمان لانا دوسری طرف۔ گویا اہل پیغام کے نزدیک صرف حضرت مرزا صاحب پر ایمان لانا گذشتہ تمام انبیاء پر ایمان لانے سے زیادہ وزنی ہے۔ صرف اس ایک ہی مثال سے اہل پیغام کا لاینحل اصل نکتہ مسئلہ نبوّت سے فوراً حل ہو جاتا ہے کہ چونکہ حضرت امیر ایدہ اللہ اینڈ چہاریاری نے پیغام میں ۱۹۱۳ء میں یہ اعلان فرمایا تھا۔ کہ جب تک حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہ لایا جائے۔ سابق انبیاء اور آنحضرت صلعم پر ایمان لانا ہیچ ہے۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ وہ نتیجہ جو قادیانی پارٹی کے ذمہ تھوپا جاتا ہے۔ ایجاد بندہ ہے۔ ؎

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

پس اب یا تو ان اعلانات تکفیر کو واپس لو۔ اور غیر احمدیوں کو یہود قرار دینے سے مولوی محمد علی صاحب سے توبہ کراؤ۔ اور حضرت مرزا صاحب کو بار بار نبی اور رسول اور پیغمبر آخر زمان لکھنے سے رجوع کراؤ۔ اور اپنے کئے پر بذریعہ تحریر و تقریر پچھتاؤ۔ یا پھر سیدھی طرح مسلمان ہو کر "حطۃ" کہو۔ تاکہ تمہاری خطائیں معاف ہوں۔

بات میں بات نکالنا بھی اہل پیغام پر بس ہے۔ کہاں تبدیلی عقائد مولوی محمد علی کا ٹریکٹ اور کہاں میرا رسالہ حربہ تکفیر۔ باہم بالکل بے جوڑ ہے۔ مگر تیرے سر پر کوہو کہکر جان چھڑانے والے اہل پیغام نے بمقتضائے طبیعت رسالہ حربۂ تکفیر پر اپنا نیش چلا ہی دیا۔

رسالہ حربۂ تکفیر جن دوستوں کے مطالعہ سے گذرا ہے۔ ان کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ خدا کے فضل سے کس لطیف اور دلچسپ پیرائے میں میں نے مسئلہ تکفیر کی ذمہ واری سراسر تکفیریں مسیح موعود پر ثابت کی ہے۔ اگر اہل پیغام کو خدا عقل جیسا لطیف جوہر تھوڑا بہت بھی عطا کرتا۔ تو وہ کم از کم اس مسئلہ میں ہماری مخالفت نہ کرتے۔ مگر "بچہ میں رہ نہ سکاں"۔ جھٹ اس پر بھی اسی ضمن میں منہ مارتے ہوئے لکھدیا۔ کہ:۔

"کتاب حربۂ تکفیر میں اس بزدلی نے بے حد بزدلی سے کام لیا ہے۔ اور اپنے مذہب کو پیچ در پیچ طریقوں سے چھپانے کی کوشش کی ہے" پیغام

مسیح ناصری علیہ السّلام سچ فرما گئے۔ کہ سوروں کے آگے موتی مت پھینکو۔ کیونکہ ؎

قدر زر زرگر شناسد قدر جوہر جوہری

حالانکہ اسی رسالہ حربۂ تکفیر کے صفحہ ۶۷ پر میں نے علی الاعلان یہ لکھدیا تھا۔ کہ:۔

"تمام مسلمان اپنے فتووں اور اقراروں کی رُو سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کافر ہو گئے تھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر دعوت اسلام دی۔ کہ میرے ساتھ ہو جاؤ۔ تو تم مسلمان ہو جاؤ گے۔ اور کفر کی ظلمتوں سے نجات حاصل کرو گے۔ ورنہ مسیح و مہدی کا انکار اور تکفیر کر کے ڈبل کافر بن جاؤ گے۔ کیونکہ مہدی و مسیح کو تمہاری اس کافرانہ حالت نے بلایا ہے۔ اور اس کا ماننا قرآن و حدیث نے ضروری قرار دیا ہے۔ پس مامور من اللہ کی تکفیر سے تمہارا کفر بجائے دور ہونے کے اور بڑھ گیا۔"

اب اس صاف اور صریح حوالے کے ہوتے بھی کوئی شخص دیکھتے ہوئے بھی نہ دیکھے۔ تو اس میں میرا کیا قصور! ؎

آنکھ کے اندھوں کو عائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ قبلہ تھا ترا رُخ کافر و دیندار کا

احمدی مشن

علاقہ کشمیر میں مولوی محمود شاہ دیوبندی کا مناظرہ سے فرار

اور

احمدیت کی عظیم الشان فتح

مباحثہ تارنگام دیوسر تحصیل کولگام کشمیر۔ ۲-۳ بیساکھ سنہ ۱۹۹۰ بروز جمعرات و جمعہ مابین احمدیان و غیر احمدیان ہوا۔ اردگرد سے قریباً ۱۳ سو احباب مباحثہ میں شامل ہوئے۔ پہلی بحث ختم نبوت پر ہوئی۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی محمود شاہ دیوبندی اور کئی ملاں ملانے اور ہماری طرف سے مولانا مولوی عبد الاحد صاحب دانوی مولوی فاضل اور مولوی عبد الواحد صاحب مولوی فاضل مبلغ مباحث تھے ؛

غیر احمدیوں کے ذمہ اس بات کا ثبوت مہیا کرنا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت بالکل بند ہے۔ جماعت احمدیہ کے ذمہ اس کی تردید تھی اور اس بات کا ثبوت دینا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتا ہے۔ مگر وہی جو اُمتی ہو۔ مضمون زیر بحث میں خداوند تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ جس خوبی اور احسن بیان سے احمدی مقرر نے اوہام باطلہ کا ازالہ اور تبلیغ عقائد حقہ کا اظہار کیا۔ اس سے خدا تعالیٰ کی خاص تائید اور نصرت کا احمدیوں کے شامل حال ہونا ظاہر ہو رہا تھا۔ کیونکہ غیر احمدیوں کی طرف سے ایک بھی دلیل نہیں دی گئی۔ جو ان کے دعویٰ کی کماحقہٗ تصدیق کر سکتی۔

مولوی محمد شاہ دیوبندی نے ایک غلط حدیث پڑھکر عام جہلاء کو اکسانا چاہا۔ مولوی عبد الاحد صاحب نے ڈانٹ کر دیوبندی کو غلطی سے آگاہ کیا۔ کہ مولوی صاحب خدا سے تو شرم کرو۔ کونسی حدیث تم نے پڑھی ہے۔ جس کا جواب دیوبندی نے کچھ نہیں دیا۔ خود غیر احمدیوں کے پریذیڈنٹ نے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ ہمارے مولوی صاحب کو کچھ جواب نہ آیا۔ اب کل جواب دیا جائیگا۔ آپ تشریف لے جائیں ؛

دوسرے دن بروز جمعہ ہم پھر تارنگام چلے گئے۔ اور ہمارے مولوی صاحبان نے جو دلائل اور معیار پیش کئے۔ اُن کے مخالف مولوی کوئی جواب نہ دے سکے۔ نماز کا بہانہ کر کے کہ نماز کے بعد اب مناظرہ شروع ہوگا چلے گئے۔ اور مسجد میں جا کر انہوں نے مشورہ کیا۔ کہ ہم سے تو جواب نہیں بن آیا۔ اب بھاگنے کی یہ صورت ہے۔ کہ دوران تقریر میں احمدیوں پر کفر کا فتویٰ لگا کر عام جہلاء کو بھڑکاؤ۔ ہم بھی نماز ادا کر کے سٹیج پر پہنچ گئے۔ غیر احمدیوں کے پریذیڈنٹ نے کھڑے ہو کر اعلان کیا۔ کہ ہمارا مناظر مولوی محمود شاہ احمدیوں کے مناظر کا جواب نہ دے سکا۔ اب ہمارا دوسرا محمد ابراہیم جلد ساز جواب دیگا ؛

محمد ابراہیم صاحب نے ہم تلاوت قرآن کریم کے بعد کہا۔ کہ لوگو غور سے سنو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ انکے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ نہ ہی ظلی نبی ہوگا۔ اور نہ ہی بزوری لفظ بزوری پر تعلیم یافتہ طبقہ ہنس پڑا۔ ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ بزوری پڑھا۔ جب ہماری طرف سے بتلایا گیا۔ کہ بزوری لفظ نہیں غور سے پڑھو۔ اسکے ہوش ایسے باختہ ہو گئے۔ کہ پھر کوئی لفظ منہ سے نہ نکال سکا۔ آخر اس کو شرمندہ ہو کر بیٹھنا پڑا۔

اس کا بیٹھنا ہی تھا۔ کہ محمود شاہ دیوبندی کھڑا ہوا۔ اور عام جہلاء کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ تم کو غیرت بھی نہیں۔ اے لوگو نبی کریمؐ کے بعد کوئی شخص دعویٰ نبوت کرے۔ خواہ وہ امتی ہو ظلی ہو۔ بروزی ہو۔ شرعی ہو۔ غیر شرعی ہو۔ وہ کافر ہے کافر ہے جو اس پر ایمان لائے وہ بھی کافر۔ اچھا جلسہ برخاست یہ کہکر چادر بغل میں دبا کر ایسا بھاگا جاتا تھا۔ کہ جیسے لاحول سے شیطان +

اب لوگوں میں یہ پھیلانا کہ احمدی بھاگ گئے۔ اس کے جواب میں بس اتنا ہی کافی ہے۔ کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے ان لوگوں سے کونسی توقع ہو سکتی ہے۔ کہ یہ سچ پر مجبور ہوں۔ احمدی جب دعوۃ مناظرہ دیتے ہیں۔ تو انکی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔ اور بعد میں یہ بانگ بے ہنگام کچھ حقیقت نہیں رکھتی الحمد للہ۔ الحمد للہ۔ کہ احمدیت کی ایسی فتح ہوئی۔ کہ مخالف اور غیر مذاہب کے لوگوں نے تعریف کی۔ اور ہمارے ہر دو مولوی صاحبان کی ازحد تعریف کی۔ ہم اس فتح مبین پر مولانا مولوی عبد الاحد صاحب دانوی مولوی فاضل اور مولوی عبد الواحد صاحب مولوی فاضل مبلغ کو مبارک باد کہتے ہیں ؛

مولوی محمود شاہ دیوبندی وغیرہ ملاں احمدی مناظر کے باطل شکن دلائل کی تاب نہ لا کر ننگے سر پر پاؤں اکھڑ بھاگے۔ اور ہمیشہ کے لئے اپنی شکست پر مہر لگا دی۔ انشاء اللہ اس فرار کے بعد یہ مغرور گروہ لشکر محمود کے جاں نثار سپاہیوں کے مقابلہ میں آنے کی تاب ہرگز نہ لائیگا۔ یہ ملاں نے ملاں عام جہلاء کو ورغلا کر ان کو دھوکہ دے کر ان کے ایمان کو خراب کر رہے ہیں ؎

سر پہ خالق ہے اس کو یاد کرو ؛ یونہی مخلوق کو نہ بہکاؤ
کب تلک جھوٹ کرو گے پیار ؛ کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ

احمدی مبلغین کی تبلیغ سے متاثر ہو کر ضلع سرینگر کشمیر کے ایک معزز رئیس کا قبول احمدیت کا اعلان
(از ابو منیر نور الحق صاحب)
سرینگر کشمیر ۔ گیارہ کی صبح خاکسار مع دیگر احمدی مبلغین کرام جناب مولوی عبد الواحد صاحب مولوی فاضل و جناب مولوی عبد الاحد صاحب دانوی مولوی فاضل و جناب مولوی محمد صادق صاحب بی اے بی ٹی مربی سلسلہ احمدیہ و جناب مولوی غلام احمد صاحب فرخ مبلغ احمدیہ ضلع سرینگر کشمیر کے ہمراہ ڈاک خانہ ہاری پورہ سے گزر رہے تھے۔ تو ہم نے دیکھا کہ ایک معزز رئیس جو ہمارے ساتھ ہی ڈاک خانہ سے باہر نکلے تھے۔ ہمارے ساتھ ہو لئے۔ ہم نے ان سے دریافت کیا۔ کہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میں آپ کے ساتھ ہی جاؤں گا۔ ہم نے کہا۔ کہ آپ کا نام کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میرا نام عبد الرحیم ہے۔ ہم نے کہا۔ کہ آپ کا کام کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میں ٹھیکیدار ہوں۔ ہم نے کہا۔ کہ آپ کا مذہب کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میں احمدی ہوں۔ ہم نے کہا۔ کہ آپ کا نام احمدی کس نے رکھا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میرا نام احمدی میرے والد صاحب نے رکھا ہوا تھا۔ ہم نے کہا۔ کہ آپ کے والد صاحب احمدی کب ہوئے تھے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میرے والد صاحب احمدی ہو کر فوت ہوئے تھے۔ ہم نے کہا۔ کہ آپ کے والد صاحب کا نام کیا تھا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میرے والد صاحب کا نام عبد الاحد تھا۔ ہم نے کہا۔ کہ آپ کے والد صاحب کو احمدیت کا علم کیسے ہوا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میرے والد صاحب کو احمدیت کا علم ایک احمدی مبلغ سے ہوا تھا۔ ہم نے کہا۔ کہ آپ کے والد صاحب کو احمدیت کا علم کب ہوا تھا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میرے والد صاحب کو احمدیت کا علم ۱۹۳۱ء میں ہوا تھا۔ ہم نے کہا۔ کہ آپ کے والد صاحب کو احمدیت کا علم کہاں ہوا تھا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میرے والد صاحب کو احمدیت کا علم سرینگر میں ہوا تھا۔ ہم نے کہا۔ کہ آپ کے والد صاحب کو احمدیت کا علم کس احمدی مبلغ سے ہوا تھا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میرے والد صاحب کو احمدیت کا علم مولوی غلام احمد صاحب فرخ سے ہوا تھا۔ ہم نے کہا۔ کہ آپ کے والد صاحب کو احمدیت کا علم کیسے ہوا تھا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میرے والد صاحب کو احمدیت کا علم مولوی غلام احمد صاحب فرخ کے ایک مناظرہ سے ہوا تھا۔ ہم نے کہا۔ کہ آپ کے والد صاحب کو احمدیت کا علم کس مناظرہ س

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالصہ مشن

سکھ مصنفوں کی تاریخ دانی

— اور —

جہالت کا نمونہ

(از گیانی واحد حسین شیر سنگھ صاحب مبلغ قادیان)

سوال نمبر ۱۱:۔ گیانی گیان سنگھ صاحب گورو گرنتھ صاحب کل راگ ۳۰ بتاتے ہیں۔ دیکھو تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۲۷ حالانکہ گرنتھ صاحب میں راگ مالا اور راگ بسنت جن کا انہوں نے ذکر نہیں کیا ملا کر ۳۲ بنتے ہیں۔ کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ یا تو گیانی جی نے جھوٹ بولا ہے۔ اور یا جو گرنتھ اُن کے پاس تھا۔ اُس کے راگ ۳۰ ہی تھے۔ اور یہ گورو گرنتھ صاحب کے محرف مبدل ہونے کی کافی دلیل ہے ؛

سوال نمبر ۱۲:۔ گیانی گیان سنگھ جی لکھتے ہیں "کہ گورو گرنتھ صاحب میں بھگت میراں بائی کے شلوک ہیں" دیکھو تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۳۷ لیکن موجودہ گرنتھ صاحب میں میراں بائی کے شلوکوں کا نام و نشان تک بھی نہیں۔ تو معلوم ہُوا۔ کہ جو گرنتھ گیانی جی کے پاس تھا۔ اس میں میراں بائی کے شلوک موجود تھے۔ اب ماننا پڑیگا۔ کہ یا تو گیانی جی نے جھوٹ بولا ہے۔ اور گرنتھ میں تحریف کر دی گئی ہے +

سوال نمبر ۱۳:۔ گیانی گیان سنگھ جی لکھتے ہیں "خلیفہ بکر جو بغداد میں حکومت کرتا تھا۔ اُس نے چولہ بابا نانک کے گلے ڈال دیا۔ اُس پر قرآن مجید کی آیات تھیں" تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۳۲۔ گیانی جی نے جھوٹ لکھا ہے۔ کیا کوئی سکھ بتا سکتا ہے۔ کہ گیانی جی نے یہ واقع کس کتاب سے نقل کیا ہے۔ وہ کتاب پیش کی جائے۔ ورنہ ماننا پڑیگا۔ کہ یہ آپ نے گپ ہانکی ہے +

سوال نمبر ۱۴:۔ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ گورو انگد صاحب نے چودھری بکھنا ور کو کہا ع

جس نوں صاحب وڈا کرے سوئی جانی

جے کوئی اُس دی ریس کرے سو موڑا جانی "

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۳۳ گوڑی کی وار محلہ ۴)

ناظرین مندرجہ بالا شلوک محلہ ۲ یعنی گورو انگد صاحب کا نہیں۔ بلکہ گوڑی کی وار محلہ ۴ یعنی باوا صاحب کے چوتھے جانشین گورو رام داس صاحب کا ہے۔ جو گورو انگد کی وفات کے کافی عرصہ بعد تصنیف کیا گیا۔ گورو انگد کے وقت تو اس کا نام و نشان بھی نہ تھا لیکن مصنف تواریخ گورو اس کو گورو انگد کا بتا کر اپنی جہالت کا ثبوت دیتا ہے۔

سوال نمبر ۱۵:۔ مصنف تواریخ گورو خالصہ لکھتا ہے۔ کہ گورو نانک صاحب نے فرمایا ہے :۔

"حضرت محمدؐ صاحب بی بی عائشہ کو کندھوں پر اٹھا کر بلوچوں کے راگ سنانے کے لئے رات کے وقت لے گئے تھے" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۳۹)

ناظرین یہ کس قدر جھوٹ اور بہتان ہے۔ جو گیان سنگھ نے باوا صاحب کی طرف منسوب کیا ہے۔ کیونکہ یہ کہیں نہیں۔ کہ حضرت نبی کریم صلعم بلوچوں کے راگ سنانے کے لئے حضرت عائشہ صدیقہ کو کندھوں پر اُٹھا کر لے گئے۔ اگر یہ بقول گیان سنگھ گورو نانک صاحب نے کہا۔ تو پھر اُن پر بھی یہ الزام عائد ہوتا۔ کہ آپ نے گپ ہانکی ہے۔ ورنہ کوئی سکھ ثابت کرے۔

سوال نمبر ۱۶:۔ پوراتن جنم ساکھی کے صفحہ ۱۶۷ میں لکھا ہے۔ کہ "جب ظہر کی نماز پڑھنے کے لئے قاضی رکن دین آیا۔ تب بابے کے پاؤں گھمائے تو مکہ پھر گیا" لیکن برعکس اس جنم ساکھی بالا میں لکھا ہے۔ کہ صبح کی نماز کے وقت ملاں جیون آیا۔ اور بابے کے پاؤں گھمائے۔ مکہ پھر گیا۔ حیرانی کی بات ہے۔ ایک صبح کی نماز کا وقت بتاتا ہے اور دوسرا ظہر کی نماز کا وقت بتاتا۔ ایک ملاں جیون کا نام بتاتا ہے۔ اور دوسرا قاضی رکن دین۔ کیا اس اختلاف سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ سکھوں نے فرضی اور جھوٹا بے بنیاد واقعہ گھڑ کر لوگوں کو دھوکہ دیا ہے۔ اور پھر قلمی جنم ساکھیوں میں ان دونوں کا نام نشان بھی نہیں۔ بلکہ مکہ معظمہ کے گھومنے کا ذکر تک نہیں ؛

سوال نمبر ۱۷:۔ پوراتن جنم ساکھی میں لکھا ہے :۔

"جب گورو نانک صاحب مکہ شریف میں پہنچے۔ تب پہلے کتابوں میں لکھا ہُوا۔ کہ ایک نانک درویش آویگا۔ تب مکہ کے کوئیں میں پانی نکلے گا۔ (جنم ساکھی صفحہ ۱۶۴)

واہ گیانی جی مہاراج تم کو گپ مارتے وقت ذرا شرم نہ آئی۔ کیا کوئی گورو کا لال وہ کتب پیش کر سکتا ہے۔ کہ جس میں مندرجہ بالا پیشگوئی درج ہو +

سوال نمبر ۱۸:۔ لکھا ہے "کہ جب گورو نانک صاحب بغداد گئے تو وہاں پر پیر محی الدین صاحب سے مباحثہ ہُوا" (دیکھو جنم ساکھی بالا صفحہ ۵۶۱ و جنم ساکھی منی سنگھ صفحہ ۴۲۹) اور بھائی گرداس جی نے پیر دستگیر لکھا ہے۔ دیکھو وار پہلی پوڑی ۳۵ حضرت پیر محی الدین صاحب کا نام ہی دستگیر ہے۔ اور گیانی گیان سنگھ صاحب نے اپنی کتاب تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۶۰ پر حضرت پیر صاحب کا نام پیر عبدالقادر اور پھر صفحہ ۶۲ پر بیان پیر محی الدین لکھا ہے۔ پھر دیکھو تواریخ خالصہ مصنفہ سردار سندر سنگھ ایم۔ ایس۔ سی پروفیسر گورو نانک کالج گوجرانوالہ کے صفحہ ۵۸ پر بھی باوا صاحب کی بغداد میں حضرت پیر عبدالقادر سے ملاقات لکھی ہے۔ یہ سب اسم مبارک حضرت محی الدین دستگیر عبدالقادر بیان پیر سب نام ایک ہی شخص کے ہیں۔ جو گورو نانک صاحب سے کئی سو برس پہلے گذر چکے ہیں۔ لیکن سکھ مصنف سارے کے سارے یکزبان کہہ رہے ہیں۔ کہ باوا صاحب پیر صاحب سے ملے۔ اور مباحثہ کیا۔ پیر صاحب کو مباحثہ میں شکست دی۔ ناظرین سکھوں کی یہ ہمیشہ عادت رہی ہے۔ کہ اپنے گورو کی بڑائی کے لئے جتنا بھی ہو جھوٹ بولنے میں دریغ نہیں کرتے۔ یہ بھی چاہتے ہیں۔ کہ چاہے عقل کا بیڑا غرق ہو جائے۔ واقعات ملیں نہ ملیں۔ تواریخ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گواہی دے یا نہ دے۔ ہمارے گورو کی بڑائی ظاہر ہو جائے۔ لیکن تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ آخر انہوں نے تاڑ ہی لیا۔ کہ حضرت پیران پیر محی الدین عبدالقادر صاحب اور بابا نانک کے زمانہ کا کئی سو سال کا فاصلہ ہے۔ لیکن سکھ مصنفوں نے یکزبان ہو کر جھوٹ مار کر اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔ واہ خالصہ جی گپی کے گھر گپی آئے بولو گپی جی۔

(باقی آئندہ)

یہودی مشن

رسالہ کذبات مرزا کا جواب

(از ماسٹر محمد علی اظہر قادیان)

(بسلسلہ گذشتہ)

جھوٹ نمبر ۹ میں ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۱۱۹ کا یہ حوالہ دیتے ہوئے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ اس قسم کے کشفوں میں خود مؤلف بھی صاحب تجربہ ہے" آپ لکھتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کا یہ صریح جھوٹ ہے خلاف قرآن۔ خلاف حدیث اور خلاف اجماع امت اور اس کا جھوٹ ہونا خود مرزا صاحب تسلیم کرتے ہیں۔ دیکھو ازالہ اوہام صفحہ ۱۱۹ میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت کے رفع جسمانی کے بارہ میں یعنی اس بارے میں کہ وہ جسم کے ساتھ شب معراج آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے۔ تقریباً تمام صحابہ کا یہی اعتقاد تھا" کیوں احمدی دوستو! تمام صحابہ کو جھوٹا کہو گے یا ایک مرزا صاحب کو؟

جواب ۱۔ کیا ہی کہنے ہیں آپ کے علم کے اور کیا ہی کہنے ہیں آپ کے استدلال کے۔ میاں قلم سے ایک دعویٰ کا لکھ دینا تو بہت آسان ہے۔ لیکن اس کا ثبوت جس کی آپ کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں۔ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ خلاف قرآن تو آپ نے لکھ دیا۔ مگر اس کی کوئی دلیل بھی قرآن شریف سے پیش نہیں کی؟ خلاف حدیث تو لکھنے کو تیار ہو گئے مگر کیا کسی حدیث صحیح سے اس خیال کی تردید بھی کی۔ اور خلاف اجماع امت تو بڑی دلیری سے کہہ دیا۔ مگر کوئی اجماع امت بھی پیش کیا۔ جس کے یہ خلاف ہے۔ اور کیا آپ اجماع امت کے معنی بھی جانتے ہیں۔ یا صرف اجماع امت کا لفظ لکھنا سیکھا ہوا ہے۔ آپ کیا۔ آپ کے چھوٹے اور بڑے اور اگلے اور پچھلے مل کر بھی اگر کوشش کریں۔ تو اجماع امت ثابت نہ کر سکیں گے۔ خدا کا خوف کرو۔ اور ایسی صریح افترا پردازیاں چھوڑ دو۔

ہاں جو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر ازالہ اوہام صفحہ ۱۱۹ میں سے پیش کی ہے۔ وہ بھی آپ کے جاہل مطلق ہونے کا ثبوت ہے۔ اس میں "تقریباً تمام صحابہ" کا لفظ ہے نہ کہ "تمام صحابہ کا"۔ تقریباً کے لفظ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ بعض صحابہ کا یہ اعتقاد نہیں تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی آپ کی پیش کردہ عبارت سے آگے یہی تصریح فرمائی ہے۔ کہ بعض صحابہ کا یہ اعتقاد نہیں تھا۔ اور ان میں سے حضرت عائشہ صدیقہ کا خصوصاً نام پیش کیا ہے۔ اور فرمایا۔ کہ "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو تسلیم نہیں کرتیں۔ اور کہتی ہیں۔ کہ وہ ایک رؤیا صالحہ تھی اور کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ کا نام نعوذ باللہ ملحدہ یا ضالہ نہیں رکھا۔ . . . الخ۔ مگر آپ جیسے جاہل مطلق اپنی کور چشمی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغض کے پردہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نعوذ باللہ جھوٹی کہہ رہے ہیں۔

اب میں قرآن شریف اور احادیث سے ثبوت پیش کرتا ہوں۔ جن سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے قول میں سچے ہیں۔ مگر ابو عبیدہ صاحب نے ہی اپنی بدنصیبی سے جھوٹ اور افترا پر کمر باندھی ہوئی ہے۔

(۱) آپ کے علماء سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ . . . الخ کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ یہ آیت معراج کے متعلق ہے۔ جو سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت ہے۔ اگر یہ سیر جیسا کہ آپ کا اعتقاد ہے۔ جسم عنصری سے کرائی گئی ہے۔ تو اس سورہ کے دسویں رکوع میں کفار کے اس سوال اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا کا جواب کیوں دیا گیا۔ جبکہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی جسم سمیت آسمان پر جا چکے تھے۔ تو کفار کے سوال کو کیوں رد کر دیا گیا۔ یہ تو کفار کے مومن بنانے کا ایک عمدہ موقعہ تھا۔ فرماتے کہ میں پہلے بھی جا چکا ہوں۔ تو اب تمہارے سامنے پھر جاتا ہوں۔ مگر اپنی بشریت کو پیش کرنا اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ بشر جسم سمیت آسمان پر نہیں جاتا۔ اور نہ آپ گئے تھے۔ اور سبحان ربی کے ذریعہ سے سمجھایا۔ کہ میرا رب وعدہ خلافی اور سنت کے خلاف کرنے کے عیب سے پاک ہے۔ چونکہ اس نے فرمایا ہے۔ ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین ۔ قال فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون ۔ اور تمہارے لئے زمین میں جائے قرار ہے اور ایک مدت تک گذران اسی میں تم زندہ رہو گے۔ اور اسی میں مرو گے۔ اور اسی میں سے تم قیامت کے دن نکالے جاؤ گے۔ پھر اپنے قانون کو پیش کیا ہے۔ الم نجعل الارض کفاتاً ۔ احیاءً و امواتاً ۔ کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کو سمیٹنے والی نہیں بنایا یعنی کشش زمین کسی کو اپنے سے جدا نہیں ہونے دیتی۔ پس خدا کی ذات اپنے وعدہ اور سنت کے خلاف نہیں کرتی۔

---

(۲) پھر اسی آیت کا ابتدائی کلمہ یعنی سبحان جہاں سے سورہ بنی اسرائیل شروع ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی تصدیق کرتا ہے اور آپ کے مفتریانہ خیالات کی تردید۔ سبحان کے معنی ہی یہ ہیں۔ کہ وہ آلائشوں اور نقصوں سے پاک ہے۔ جسم نہیں رکھتا نہ اسے کسی جگہ میں مقید سمجھا جائے۔ اور دوسرا جسم اس کی قرب حاصل کرنے کے لئے اس کی طرف جائے۔ وہ ایسی باتوں سے پاک ہے۔ وہ تو ہر جگہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حاضر وناظر ہے۔ جیسا کہ اُس نے فرمایا ہے۔ وھو معکم اینما کنتم ۵۷/۴ پس اس سے ملنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم عنصری سمیت کہیں جانیکی ضرورت نہ تھی ؛

(۳) پھر آیت مذکورہ بالا میں لیلاً کا لفظ صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ یہ واقعہ رؤیا کا واقعہ ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے بھی اسی سورہ کے رکوع ۶ میں اس سیر کے متعلق رؤیا کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس۔۔۔ الخ اور شاہ عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ یہ رویا معراج کا دکھاوا تھا۔ دیکھو ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب ؛

---

(۴) اور اگلی آیات میں حضرت موسےٰ اور ان کی امت بنی اسرائیل کے خاص حالات اور واقعات کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اسی لئے اس سورۃ کا نام بھی بنی اسرائیل ہی رکھا گیا ہے۔ اور پہلے رکوع کی آخری آیت میں ان ھذا القرآن یھدی۔۔۔ الخ فرما کر سمجھایا ہے۔ کہ یہ معراج جسم خاکی سمیت نہیں ہوا۔ بلکہ کشف کے ذریعہ سے موسوی اُمت کے واقعات کا نظارہ دکھایا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ اُمتِ محمدیہ میں بھی ایسے ہی واقعات ظہور پذیر ہونگے۔ چنانچہ اگر آیات مذکورہ میں بیان شدہ واقعات کی تفصیل کو تاریخ میں دیکھا جائے۔ تو موسوی اُمت اور امتِ محمدیہ کے واقعات ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصےٰ کے معنی بھی کھل جاتے ہیں۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے یعنی بعثت اوّل سے جو اُمیین میں ہوئی مسجد الاقصےٰ تک یعنی بعثت ثانی تک جو آخرین میں ہوگی۔ ترقیاتِ اسلامی سب کشف میں دکھادی گئیں۔ کیونکہ اقصےٰ انتہائی پرے کو کہتے ہیں۔ اور امتِ محمدیہ کا انتہائی سرا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور ہے۔ لہٰذا المسجد الاقصےٰ سے مراد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد ہے۔ جو قادیان میں ہے۔ اور لیلاً کا لفظ زمانہ جہالت اور تاریکی کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج کے نام سے پکارا ہے۔ جو بعثت اوّل اور بعثت ثانی کے درمیان ہے۔ چنانچہ فرمایا "خیر ھذہ الامۃ اولھا وآخرھا فیھم رسول اللہ وآخرھا فیھم عیسیٰ بن مریم وبین ذلک فیج اعوج لیسوا منی ولست منھم" (جمع الفوائد صفحہ ۲۳۳ ۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۱۳۹) یعنی اس اُمت کا اوّل اور آخر سب سے بہتر ہے۔ پہلا گروہ جس میں میں ہوں۔ اور ایک آخری گروہ جس میں عیسیٰ بن مریم ہے۔ اور ان دونو گروہوں کے درمیان ایک ٹیڑھی جماعت ہے۔ جو مجھ سے نہیں۔ اور نہ میں اُن سے ہوں" (عیسےٰ ابن مریم کی تشریح جھوٹ نمبر ۲۷ میں کردی گئی ہے)

ایک حدیث اسریٰ بھی سورہ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع کے اسی مفہوم کو ظاہر کر رہی ہے۔ چنانچہ تبصیری الباری ترجمہ صحیح بخاری پارہ ۱۳ صفحہ ۲۷۵ میں ہے۔ رایت لیلۃ اسری بی موسیٰ رجلاً آدم طوالاً جعداً کانہ من رجال شنوءۃ ورایت عیسیٰ رجلاً مربوعاً مربوع الخلق الی الحمرۃ والبیاض سبط الرأس ورایت مالکاً خازن النار والدجال فی آیاتٍ اراھن اللہ۔ یعنی فرمایا۔ آپؐ نے جس رات مجھے معراج ہوا۔ میں نے موسیٰ کو دیکھا۔ وہ ایک گندم گوں لمبے گھونگریالے بال والے آدمی ہیں۔ جیسے شنوءۃ قبیلہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور عیسیٰ کو بھی دیکھا۔ وہ میانہ قامت میانہ بدن سرخ و سفید سیدھے بال والے آدمی ہیں۔ اور میں نے اس فرشتے کو بھی دیکھا۔ جو دوزخ کا داروغہ ہے۔ اور دجّال کو بھی دیکھا۔ یہ سب نشانیاں اپنی قدرت کی اللہ نے مجھے دکھلائیں ؛

اس حدیث شریف میں بنی اسرائیل کے سلسلہ کے اوّل اور آخر کے انبیاء کا ذکر اور ساتھ ہی دجّال کا ذکر اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ یہ ایک کشفی نظارہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت تک کا دکھایا گیا ہے۔ ورنہ دجّال کے معراج کی رات میں دیکھنے کے کیا معنی۔ کیا وہ بھی آسمانوں پر تھا۔ یا خازن النار کے پاس تھا۔ نہیں بلکہ مسیح اور دجّال کا دیکھنا اُمتِ محمدیہ کے آخری زمانہ کے نظارہ کا دیکھنا ہے۔ جبکہ دجّال ظاہر ہوگا۔ اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے اس کی تباہی ہوگی۔ اور اسلام ترقی کریگا۔ پس یہ سیر زمانی ہے۔ جو مسجد الحرام کے زمانہ سے لیکر مسجد الاقصےٰ تک زمانے کی کرائی گئی ہے۔ یعنی اُمتِ محمدیہ کے پیش آنے والے واقعات ابتدا سے انتہا تک کشف میں دکھائے گئے ہیں۔ اور بھی کئی ایک احادیث ہیں۔ جن سے ثابت ہے۔ کہ یہ سیر ایک کشفی سیر ہے۔ جسم عنصری سے نہیں۔ مثلاً

(۱) ایک لمبی حدیث ہے۔ جس کا ضروری حصہ لکھا جاتا ہے۔ عن شریک ابن ابی عمر قال سمعت انساً یحدث عن لیلۃ اسری برسول اللہ من المسجد الکعبۃ۔۔۔ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم تنام عیناہ ولا ینام قلبہ۔۔۔ فاستیقظ وھو فی المسجد الحرام۔ اس نے بیان کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسریٰ مسجد کعبہ سے اس طرح ہوا۔۔۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں۔ اور دل نہیں سوتا تھا۔۔۔ پس سب واقعہ دیکھکر آپ بیدار ہو گئے۔ اور آپ مسجد الحرام میں ہی تھے۔ (بخاری کتاب التوحید ص ۱۲۰ تفسیر ابن جریر جلد ۱۵ اور در منثور جلد ۴) اس حدیث شریف میں فاستیقظ کا کلمہ (جس کے معنی ہیں پس آپ جاگ اُٹھے) صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ معراج کشف یا رؤیا کا نظارہ ہے ؛

---

(۲) در منثور جلد ۴ صفحہ ۱۵۱ عن ابن عباس قال لیلۃ اسری برسول دخل الجنۃ فسمع فی جانبھا وحیاً فقال جبریل ماھذا فقال ھذا بلال المؤذن فقال النبی حین جاء الی الناس قد افلح بلال رأیت لہ کذا وکذا۔ ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔ جب لیلۃ اسریٰ کو جنت میں داخل ہوئے۔ تو ایک جانب سے آواز سنی۔ تو جبریل سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمایا یہ کون ہے۔ تو جبریل نے جواب دیا۔ یہ بلال مؤذن ہے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں میں تشریف لائے فرمایا کہ بلال کامیاب ہوگیا۔ کیونکہ آج رات میں نے اس کے متعلق اس طرح اس طرح دیکھا ہے۔ اس حدیث شریف سے بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ واقعہ کشف کا ہے۔ کیونکہ:- (الف) حقیقتاً بہشت میں داخل ہوکر پھر کوئی بہشت

(ب) حضرت بلال رضؓ کا جنت میں دیکھنا بھی صریح طور پر کشف کو ظاہر کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ تو دنیا میں زندہ موجود تھے۔ بہشت میں ابھی نہیں گئے تھے۔ چنانچہ (بخاری الجزء الاول باب فضل الصلوٰۃ بعد الوضو باللیل والنہار) میں ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لبلالٍ حدثنی بارجی عمل عملتہ فی اسلام فانی سمعت دف نعلیک بین یدی فی الجنۃ... الخ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز فجر کے وقت بلال رضؓ سے پوچھا۔ اے بلال مجھے بتا۔ کہ تو نے اسلام میں کونسا اعلیٰ درجہ کا عمل کیا ہے۔ جس کی قبولیت کی سب سے بڑھکر امید کی جاتی ہے۔ کیونکہ میں جنت میں معراج کی رات اپنے آگے آگے تیرے پاؤں کے جوتوں کی آواز سنتا تھا۔ واقعہ معراج کے بعد بلال رضؓ سے پوچھتا اور جنت میں ان کے پاؤں کی آواز سننے کا ذکر ظاہر کرتا ہے۔ کہ بلال رضؓ ابھی اس دنیا میں زندہ موجود تھے۔ مگر جنت میں دیکھے گئے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ حالت کشف میں دیکھے گئے۔ ورنہ یہ ماننا پڑیگا۔ کہ حضرت بلال رضؓ بھی معراج کی رات مع جسم عنصری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے بہشت میں گئے تھے۔ مگر یہی حدیث شریف اس بات کی تردید کرتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضؓ سے اس عمل کے متعلق دریافت کیا ہے۔ جسکی وجہ سے بہشت میں ان کے جوتوں کی آواز سنی گئی۔ نہ کہ حقیقتاً وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بہشت میں جسم عنصری سمیت چلے گئے۔ اگر یہ صورت ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہیں آگے بڑھکر یا بلال رضؓ کو آواز دیکر اُن سے ملتے۔ اور کچھ ہی دنوں میں دنیا میں تشریف لانے اس دنیا میں تشریف لاکر اور نماز فجر کے بعد اُن سے اُن کے عمل کی نسبت دریافت کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

بلکہ اگر بہشت میں ملاقات کی صورت پیدا نہ ہوسکی تھی۔ تو اُن سے بہشت میں جانے کی وجہ اور کیفیت دریافت کرتے۔ مگر ایسا نہیں کیا۔ بلکہ جس عمل کی وجہ سے بہشت میں دیکھے گئے۔ وہ عمل دریافت کیا ہے۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ یہ ایک کشفی نظارہ تھا۔ نہ بلال رضؓ بہشت میں گئے۔ اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر پہلی حدیث شریف کے الفاظ کذا وکذا بھی روشنی ڈال رہے ہیں۔ کیونکہ ان الفاظ کے معنی ہی یہی ہیں۔ کہ میں نے اس کے متعلق ایسا ایسا دیکھا ہے۔ لہذا یہ ایک کشفی نظارہ ہے۔ جو بلال کے متعلق دیکھا گیا۔ حالانکہ بلال رضؓ دنیا میں تھے۔ لہذا ان ہر دو احادیث سے معلوم ہوا۔ کہ معراج جسم عنصری سے نہیں ہوا۔ بلکہ ایک کشفی نظارہ تھا۔ جو روح نے ایک مثالی جسم لطیف کے ساتھ دیکھا۔

(ج) پھر مفصل حدیث معراج میں بھی کئی مقام ایسے ہیں۔ جو صاف ظاہر کرتے ہیں۔ کہ واقعہ معراج کشف تھا جسم عنصری کے ساتھ نہ تھا۔ مثلاً

(۱) تیسیر الباری پارہ ۱۳ ص۹۔ فاوتیت بطشت من ذھبٍ ملیٔ حکمۃ وایمانًا یعنی ایک سونے کا طشت حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا میرے پاس لایا گیا۔ اب قابلِ غور امر یہ ہے۔ کہ حکمت اور ایمان کوئی ایسی اشیاء ہیں جو طشت میں ڈالی جاسکیں۔ اگر نہیں تو صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ نظارہ کشف میں دیکھا گیا ہے۔ کیونکہ کشف میں ہی ایسی اشیاء مجسم نظر آسکتی ہیں۔

(ب) پارہ ۱۵ ص۴۸ میں اسی حدیث میں حکمت و ایمان کے طشت لانے سے پہلے یہ ذکر ہے۔ فشق..... من قصہ الی شعرۃ فاستخرج قلبی... الخ پس چیرا سینے کے سرے یعنی حلق سے ناف تک سارا سینہ پھر میرا دل نکالا۔ غور کرو محض دل کی حرکت بند ہوجانے سے انسان پر موت وارد ہوجاتی ہے۔ مگر یہاں حلق سے ناف تک سارا سینہ اور پیٹ چیرا گیا۔ اور دل اس میں سے نکال کر جدا کر لیا گیا۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی زندہ رہے۔ کیا یہ سب واقعات اس بات کے سمجھنے کے لئے قوی قرینہ نہیں ہیں۔ کہ یہ واقعات عالم کشف کے ہیں۔

(ج) پارہ ۱۳ ص۱۱ وفی اصلھا اربعۃ انھار نھران ظاھران فسألت جبریل فقال اما الباطنان ففی الجنۃ واما الظاھران النیل والفرات۔ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ میں چار ندیاں ہیں۔ دو چھپی اور دو ظاہر۔ میں نے جبریل سے ان کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا چھپی ہوئی ندیاں تو بہشت میں ہیں۔ اور ظاہر نیل اور فرات ہیں۔ یہ تو سب جغرافیہ دان جانتے ہیں۔ کہ نیل مصر میں ہے اور فرات عراق میں دونوں کے منبعوں میں ہزاروں کوس کا فرق ہے۔ ایک افریقہ کے برّ اعظم میں ہے۔ اور دوسری ایشیا کے برّ اعظم میں۔ اور ان کے دہانوں میں بھی ہزاروں کوس کا فرق ہے۔ پھر یہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ میں کیونکر ہوئیں۔ سوائے اس کے یہ کشف سمجھا جائے۔ اور اس کی کچھ تعبیر ہو۔ بتایئے آپ اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

(د) پارہ ۱۳ ص۱۲ لیلۃ اسری بہ..... اتیت بانائین فی احدھما لبنٌ وفی الآخر خمرٌ فقال اشرب ایھما شئت فاخذت اللبن فشربتہ فقیل اخذت الفطرۃ اما انک لو اخذت الخمر غوت امتک۔ جس رات کو مجھے معراج ہوا۔ میرے سامنے دو پیالے لائے گئے۔ ایک میں دودھ تھا۔ اور ایک میں شراب۔ پس کہا کہ لے ان میں سے ایک جو چاہے۔ پس میں نے دودھ کا پیالہ لے کر پی لیا۔ اس وقت فرشتوں نے مجھ سے کہا۔ تو نے فطرت پر عمل کیا۔ اگر آپ شراب کا پیالہ پی لیتے۔ تو آپ کی اُمّت خراب ہوجاتی۔ اگر یہ دودھ اور شراب حقیقتاً جنت کی نعمتوں میں سے تھیں۔ تو شراب پینے سے اُمّت کے خراب ہونے کے کیا معنی۔ نعماء جنت انسان کو خدا تعالیٰ کے قریب تر کرتی چلی جاتی ہیں۔ نہ کہ خراب۔ اور جنت کی شراب کے متعلق تو فرمایا گیا۔ لا لغوٌ فیھا ولا تاثیم ۵۶/۲۷۔ اس کے پی لینے سے اُمّت کیسے خراب ہوجاتی۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ دونو اشیاء جنت میں سے نہیں پیش کی گئیں۔ بلکہ اسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا کی شراب اور دودھ کے پیالے کشف میں آپؐ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ اور کشف کی تعبیر ہوتی ہے۔ چنانچہ یہاں بھی خود تعبیر بتائی گئی ہے۔ تعبیر کا بتانا ہی ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ نظارہ کشف کا ہے ؛

---

(۸) پھر پارہ ۱۳ ع ۱ ص ۵۶ میں ابو ذرؓ کی روایت میں ہے ثم ادخلت فاذا فیھا جنابذ اللولوء واذا ترابھا المسک۔ یعنی پھر سدرۃ المنتہیٰ کے آگے میں بہشت میں داخل کیا گیا۔ وہاں موتی کے گنبد دیکھے۔ وہاں کی مٹی مشک کی طرح خوشبودار تھی۔ اوّل تو بہشت میں داخل ہو کر وہاں سے نکلنا ہی قرآن شریف کی اس آیت شریف کے خلاف ہے کہ ما ھم منھا بمخرجین ۱۵ ع ۱۳ ۔ دوم اسی پارہ ع ۱۳ ص ۲۳ میں بہشت کے متعلق ایک حدیث ہے۔ قال اللہ اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر فاقرءوا ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے (بہشت میں) وہ وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔ جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں۔ کسی کان نے نہیں سنیں۔ کسی بشر کے خیال میں نہیں گذریں۔ اگر تم چاہو تو (سورہ سجدہ کی یہ آیت) پڑھو۔ کوئی نفس نہیں جانتا کہ جو آنکھوں کی ٹھنڈک بہشتیوں کے لئے چھپا رکھی گئی ہے۔ اس حدیث شریف اور قرآن شریف کی آیت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت کے متعلق جو کچھ بھی دیکھا ہے۔ وہ عالم مثال میں دیکھا ہے۔ اور کشفی نظارہ ہے۔ جسم عنصری سے بہشت میں داخل ہو کر نہیں دیکھا۔ ورنہ مندرجہ بالا حدیث اور سورہ سجدہ کی آیت شریف ہر دو بے معنی ہو جاتی ہیں۔ نعوذ باللہ ؛

---

(۹) مسلم میں ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ اور خلاصہ اس کا یہ ہے۔ کہ معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جمع ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے انہوں نے نماز پڑھی (مظاہر حق ص ۴۹۳) یہ حدیث شریف بھی ایک قوی ترین قرینہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر معراج جسم عنصری سے نہ تھی بلکہ ایسے جسم لطیف سے تھی جیسے اجسام لطیف وفات شدہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تھے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ وہ اجسام عنصری نہ تھے۔ کیونکہ وہ اپنے اپنے وقتوں میں مٹی میں مل چکے تھے۔ اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اپنے مدارج کے لحاظ سے اجسام لطیف کے ساتھ آسمانوں میں مقیم تھے۔ وہاں سے اُترے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اور پھر آسمان پر چلے گئے۔ چونکہ نماز میں مقتدی اور امام ہم جنس ہوتے ہیں۔ لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جسم لطیف کے ساتھ سیر معراج کی۔ جو عالم مثال اور کشف میں ہی ہو سکتی ہے۔ اور ہمارے اعتقاد کے مطابق اس مقتدی جماعت انبیاء سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کیونکہ آپ کو خداوند تعالیٰ کی طرف سے مجری اللہ فی حلل الانبیاء کا الہام ہو چکا ہے۔ جس کے معنے ہیں خدا تعالیٰ کا جری۔ خدا تعالیٰ کا بہادر جرنیل بیسیوں کے لباس میں۔ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے صفات اور کمالات پائے جاتے ہیں۔ اور آپؐ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے یعنی مقتدی ہیں۔ اور تمام انبیاء کے صفات اور کمالات کے مظہر ہیں۔ اور آپ کی مسجد مسجد الاقصیٰ ہے۔ اور یہ ایک کشفی نظارہ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اور اور آپؐ کی مسجد کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا۔

آپ کے اعتقاد کے لحاظ سے ایک اور رنگ میں بھی یہ واقعہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ یہ ایک کشفی نظارہ تھا کیونکہ امام کی اقتداء میں باجماعت نماز ادا کرنے کا طریق گذشتہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مذاہب میں نہیں تھا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیر معراج کے وقت تک امتِ محمدیہ میں بھی یہ طریق جاری نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ معراج کی رات ہی بڑی تکرار کے بعد

ایڈریس

(جو لوکل انجمن احمدیہ قادیان نے جناب خانصاحب مولوی فرزند علی مبلغ انگلستان کی کامیاب واپسی پر ٹون ہال قادیان میں ۱۱ مئی ۱۹۳۳ء کو پیش کیا)

مجاہد ملت جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ لوکل انجمن کا یہ غیر معمولی اجتماع جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے۔ اس غرض کے لئے ہوا ہے۔ کہ تا ہم اجتماعی حیثیت سے اپنے قابلِ فخر مبلغ جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب مبلغ انگلستان کی کامیاب واپسی کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کے احساناتِ بے پایاں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کریں۔ اور ان جذبات محبت کا اظہار کریں۔ جو ہمارے قلوب میں آپ کی کامرانی اور اور بانیلِ مرام واپسی کی وجہ سے موجزن ہیں۔

محذومنا المکرم۔ آپ نے انگلستان کے پانچ سالہ عہد تبلیغ میں جس بلند ہمتی۔ اولوالعزمی اور محنت وجفاکشی سے اپنے فرائض مفوضہ کو ادا کیا۔ اور تبلیغ کے ساتھ ساتھ تربیت کے اہم پہلو کو بھی مدنظر رکھا۔ وہ آپ کی قدر و منزلت ہمارے دلوں میں بہت بڑھا رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ اس کا نیک اجر اپنے پاس سے آپ کو عطا فرمائے۔

اے ہمارے قابل فخر مجاہد۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ تبلیغ اگرچہ فی نفسہٖ ایک نہایت ہی اہم اور مہتم بالشان کام ہے۔ اور اتنا اہم ہے۔ کہ اس سے روگردانی کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مستحق بننا ہے۔ مگر تبلیغ کے ساتھ اگر تربیت کے پہلو کو نظر انداز کر دیا جائے۔ تو بسا اوقات تبلیغی لحاظ سے جس فائدہ کی امید کی جا سکتی ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ بہت سے ضرر رساں پہلو ظاہر ہو کر نقصان پہنچنے کا احتمال پیدا ہو جاتا ہے۔ ہمیں نہایت ہی خوشی ہے۔ کہ آپ نے اس حقیقت کو سمجھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں تبلیغی پہلو میں شبانہ روز انہماک رکھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دہاں نومسلمین کی تعلیم و تربیت میں اہم حصہ لیکر انہیں صحیح معنوں میں اسلام کا عاشق زار بنا دیا۔ نومسلموں کا نماز میں باقاعدہ شامل ہونا۔ مسنون دعاؤں کو یاد رکھنا۔ قرآن مجید کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھنا۔ ایسی چیزیں ہیں۔ جو آپکے کام کو نہایت وقیع ثابت کر رہی ہیں ؛

ہمارے واجب الاحترام مبلغ ۔ پھر آپ کی نہ صرف موجودہ تبلیغی زندگی آپ کی ان خوبیوں کی حامل ہے بلکہ آپ کا عہد ملازمت بھی انہی گوناگوں خوبیوں کا مرقع بنا رہا ہے۔ اور ہر وہ شخص جسے آپ کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ وہ یہ اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکا۔ کہ آپ نے ہمیشہ صحیح رنگ میں امارت کے فرائض کو ادا کیا۔ اور آپ کے دل میں یہ خواہش رہی۔ کہ جماعت کے نفوس نمازوں کے پابند رہیں۔ چندوں میں باقاعدہ رہیں۔ اور سلسلہ کی ہر تحریک پر نہایت خلوص دل کے ساتھ لبیک کہنے والے بنیں۔ آپ کے ماتحت جنہیں کام کرنے کا موقع ملا وہ آپ کی خوش اخلاقی کے قائل اور اس امر کے معترف رہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں جو نیکی کا جذبہ ودیعت کر رکھا ہے۔ وہ نہایت ہی بیش قیمت ہے۔ اور اگر افراد اس رنگ میں ڈھل جائیں۔ جس رنگ میں آپ انہیں ڈھالنا چاہتے ہیں۔ تو بہت سی وہ کامیابیاں جو ہمیں اب دور نظر آتی ہیں۔ نزدیک آجائیں ؛

مکرم خانصاحب ۔ تبلیغی میدان میں آپکے سامنے مشکلات بھی آئیں۔ مصائب بھی آئے۔ مگر آپ نے ان تمام کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اور سہام اللیل سے کام لیتے ہوئے سب کو دور کر دیا۔ بے شک کہنے والے کہتے تھے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ ایک جدید نوعیت کا کام ہونے کی وجہ سے کسی طرح کا نقصان پہنچ جائے۔ مگر جو انسانی نگاہوں میں مشکل تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بالکل آسان تھا۔ جب بعض لوگ یہ کہہ رہے تھے۔ کہ سیاد الٹڈن مشن پہلی سی کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے انتخاب کا ہاتھ آپ کے سر پر بصیرت رکھنے والے انسان کو یہ یقین دلا رہا تھا۔ کہ یہ ضرور کامیاب ہوگا۔ کیونکہ جو خدا کرنا چاہے۔ اسے کوئی انسان روک نہیں سکتا۔ اور جب خدا کی مشیت یہی تھی۔ کہ اس مشن کو کامیابی حاصل ہو۔ تو ضرور تھا۔ کہ اسے کامیابی ہوتی۔ کیونکہ ہتھیار خواہ کیسا ہی ہو۔ اگر چلانے والا ماہر اور ہوشیار ہو۔ تو وہ بہت کچھ کام دے سکتا ہے۔ لیکن اگر ہتھیار تیز بھی ہوں۔ چلانے والا دانا نہ ہو۔ تو وہ کوئی کام نہیں دے سکتا۔ آپ بھی ایک ہتھیار تھے۔ جسے خدا نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ بے شک عام نگاہوں میں یہ ہتھیار کوئی خاص خوبی نہ رکھتا تھا۔ مگر خدا کے ہاتھ نے اس ہتھیار سے ایسا کام لیا۔ کہ لوگ حیران رہ گئے۔ آپ کامیاب ہوئے۔ منظور و منصور ہوئے اور بانیل مرام واپس تشریف لائے۔

مکرم خانصاحب آپ کا ایک اہم کارنامہ جس نے آپ کی شہرت کو بہت نمایاں فروغ دیا ہے۔ وہ آپ کی وہ سیاسی سرگرمیاں ہیں۔ جو مسلمانان ہند کے حقوق کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق آپ نے سرانجام دیں۔ اور اس طرح ثابت کر دیا۔ کہ ایک احمدی مشنری نہ صرف مذہبی لحاظ سے بنی نوع انسان کے حقوق کی حفاظت کر سکتا ہے۔ بلکہ سیاسی لحاظ سے بھی انکی ہمدردی اپنا رنگ دکھائے بغیر نہیں رہ سکتی ؛

مکرم مجاہد ۔ زمانۂ تبلیغ میں بعض صدمات بھی آپ کو پہنچے۔ مگر آپ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے انہیں برداشت کیا۔ والدین کا انتقال طبعی طور پر سخت رنجیدہ بنانے والا اور انسان کو سخت صدمہ پہنچانے والا ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ چاہتا تھا۔ کہ وہ آپ کو صابرین میں داخل کر کے اس اجر سے آپ کو متمتع فرمائے۔ جو اس نے اپنے پاک بندوں کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ گو یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ وہ دونوں وجود مقبرۂ بہشتی میں مدفون ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے قرب کا مقام عطا فرمایا۔ مگر صدمہ ایک طبعی چیز ہے۔ اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ لاکھوں مومن اس صدمہ میں آپ کے شریک تھے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اچھے اجر کے لئے دست بدعا تھے

مکرم خانصاحب لوکل انجمن اب آپ کے بانیل مرام واپسی پر اپنی دلی خوشی کا اظہار کرتی ہے۔ اور وہ خوش ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ایک بھائی کو اپنے راستہ میں قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ہماری درخواست ہے۔ کہ آپ اپنے تجارب سے بھی ہمیں لطف اندوز فرمائیں۔

بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک انسان جسے گردوپیش کے حالات کا علم نہیں ہوتا۔ وہ ایک جہاندیدہ شخص کے کلمات سے اپنے معلومات میں اضافہ کر لیتا ہے۔ اور اس طرح آئندہ آنیوالی زندگی میں اسے بہت سی راہبری حاصل ہوتی ہے۔ ہماری خواہش ہے۔ کہ اس موقع پر آپ اپنے خاص معلومات سے ہمارے علم میں اضافہ فرمائیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اگر ہم میں سے کسی شخص کو اس قسم کی خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ تو وہ اپنے سامنے بعض مفید باتیں ہونے کی وجہ سے صحیح طور پر کام کر سکے

واجب الاحترام مبلغ کفر و الحاد کے مرکز میں جس بلند ہمتی کے ساتھ آپ نے علم توحید گاڑا۔ تثلیث پرستوں کو موحد اور یسوع مسیح کو خدا ماننے والوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بنا دیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے آپ پر عظیم الشان احسانات کا ایک اہم ترین حصہ ہے۔ آج ابنائے دنیا جلب زر کے لئے اپنی تمدنی اور اقتصادی بہبودی کے لئے ممالک غیر میں جاتے ہیں۔ وہ لمبا اوقات اپنی تمام عمر اور بعض دفعہ عمر کا عزیز ترین حصہ بیرونی ممالک میں گذار دیتے ہیں۔ مگر انہیں کبھی بھولے سے بھی خیال نہیں آتا۔ کہ کوئی خدا ہے۔ اور اس کے پرستار بننا چاہیئے۔ انہیں اخلاقی قیود کی پرواہ نہیں ہوتی۔ مذہبی پابندیوں میں جکڑے رہنے کو وہ اپنی توہین خیال کرتے اور مذہب کی تقلید کو آزاد خیال کے منافی تصور کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں آپ نے بھی ایک سفر کیا۔ آپ بھی غیر ملک میں گئے۔ آپ نے بھی اپنی عمر کے پانچ سال وہاں گذار دیئے۔ مگر کاش ایک مقابلہ کرنیوالی آنکھ۔ نور اور ظلمت میں تمیز کرنے والی آنکھ۔ اچھے اور برے۔ کھرے اور کھوٹے کو دیکھنے والی آنکھ دیکھے اور غور سے دیکھے۔ کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے۔ وہی فرق ہے جو ایک نور اور ظلمت یا ہیرے اور کوئلے میں ہوتا۔ آپ نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دین قیم کی اشاعت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کو پورا کرنے کے لئے کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کنارہ تک پہنچاؤنگا۔ سفر کیا۔ تب خدا نے آپ کو نوازا آپ کو کامیابی عطا فرمائی۔ فتح و ظفر نے آپکے قدموں کو چوما اور جس مقصد کے لئے آپ گئے تھے اس میں کامیاب ہوئے آپ کا مقصد مخلوق کو آستانہ خدا پر جھکانا تھا۔ سو وہ پورا ہو گیا۔

(باقی آئندہ)

(اخبار فاروق قادیان میں ہمیشہ کی طرح اعلیٰ درجہ کے مضامین شائع ہوتے رہیں گے۔ اور بزرگان کرام سے التجا ہے۔ کہ آپ اپنے تجارب سے بھی ہمیں لطف اندوز فرمائیں۔ ادارہ الاسلام)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

وصیت نمبر ۳۸۱۸

منکہ قاضی عبدالرحمٰن صاحب ولد قاضی چراغ الدین صاحب قوم قریشی ساکن قادیان عمر ۵۵ سال آج مورخہ ۱۲/۳۲ ۱۵ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت صرف ایک کنال زمین ہے جس کی قیمت ماضہ ۱۵۰ روپیہ ہے میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرا گذارہ ملازمت پر ہے۔ میں اپنی آمد کے دسویں حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں جو اس وقت لغ ۵ ماہوار ہے۔ یکم دسمبر ۳۲ء سے انشاء اللہ حصہ آمد ادا کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جو متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ✦

گواہ شد:۔ عطا محمد محرر دعوۃ وتبلیغ ✦ العبد:۔ خاکسار قاضی عبدالرحمٰن محرر نظارت اعلیٰ قادیان۔ دارالامان۔ ۱۵ دسمبر ۳۲ء ✦ گواہ شد:۔ علی محمد احمدی امیری مولوی فاضل قادیان ✦

وصیت نمبر ۳۸۵۹

منکہ محمد الدین ولد نورالدین قوم کمبوہ زرگی عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۲۴ء ساکن ایمن آباد ضلع گوجرانوالا آج مورخہ ۱۲/۳۲ ۱۶ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ ایک مربعہ ۲½ کیلا۔ یعنی ۲۷½۔ ایکڑ زرعی موا قعہ چک نمبر ۲۲۶ گوگیرہ برانچ موضع خان پور تحصیل سمندری ضلع لائلپور۔ مکان سکونتی مالیتی تخمیناً ایک ہزار روپیہ۔ میرا گذارہ نہ صرف اس جائداد پر ہے۔ بلکہ ماہوار آمد مبلغ -/۲۵ روپیہ تنخواہ پر بھی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا زمین کی آمد اور ماہوار تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ دارالامان۔ ضلع گورداسپور کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان وصیت کی مدمیں کروں۔ تو اسیقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ فقط ✦

گواہ شد:۔ اصغر علی۔ گورنمنٹ پنشنر۔ محلہ دارالفضل قادیان ✦ العبد:۔ محمد الدین بقلم خود

موصی محرر پولیس تھانہ پٹی۔ لاہور۔ حال وارد۔ محلہ دارالفضل۔ قادیان ✦ گواہ شد:۔ حکیم عبدالعزیز خاں۔ انچارج سیکرٹری ہائی سکول قادیان ✦

وصیت نمبر ۳۸۲۲

منکہ عبدالقادر ولد چوہدری قاسم خان قوم جٹ عمر ۳۶ سال تاریخ بیعت قریباً ۱۶ سال۔ ساکن فیروز والا۔ ڈاک خانہ خاص۔ تحصیل گوجرانوالا۔ ضلع گوجرانوالا۔ آج مورخہ ۱۲/۳۲ ۲۵ بقائمی ہوش وحواس۔ بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد تخمیناً ۸۰ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میری وفات کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط ✦

گواہ شد:۔ حکیم فیروز الدین۔ قریشی۔ انسپکٹر بیت المال۔ بقلم خود ✦ العبد:۔ عبدالقادر پلیڈر گوجرانوالا ✦ گواہ شد:۔ محمد شریف۔ سیکرٹری انجمن احمدیہ فیروز والا ولد چوہدری فضل داد قوم جٹ۔ سکنہ فیروز والا بقلم خود ✦

وصیت نمبر ۳۸۵۱

منکہ میراں بخش ولد میاں شرف الدین قوم درزی عمر تقریباً ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۵ء ساکن گوجرانوالا۔ آج مورخہ ۱/۳۳ ۲۷ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا ایک مکان مالیت ایک ہزار کا شہر گوجرانوالا محلہ سید نگریاں میں ہے اسکی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ چونکہ میں اس وقت بسبب کمزوری کے کام نہیں کر سکتا۔ البتہ اقرار کرتا ہوں۔ کہ جو مزدوری تھوڑی بہت کروں گا۔ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ وصیت میں دیتا رہوں گا۔ میری وفات کے بعد اگر میری کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ فقط ✦

گواہ شد:۔ کریم بخش ولد میاں کرم الٰہی صاحب سکنہ گوجرانوالا شہر۔ بقلم خود۔ مورخہ ۱۲/۳۲ ۲۸

العبد:۔ میراں بخش درزی ولد محمد شرف الدین سکنہ گوجرانوالا۔ بقلم خود ✦ گواہ شد:۔ غلام حیدر پوسٹل پنشنر۔ خاص گوجرانوالا۔ بقلم خود ✦

وصیت نمبر ۳۷۲۰

منکہ مرزا محمد اسمٰعیل بیگ ولد مرزا بڈھا بیگ قوم مغل پیشہ تجارت تاریخ بیعت ۱۸۸۹ء شروع بیعت سے ساکن قادیان ضلع گورداسپور۔ آج مورخہ ۹/۳۲ ۷ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک مکان سکنی واقعہ قادیان جس کے چوتھے حصہ کا میں مالک ہوں۔ جسکی قیمت میرے حصہ کی ایک صد روپیہ ہے۔ اور کل مکان کی قیمت اس وقت چار صد روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ اس وقت اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت اٹھ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مدمیں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا ✦ گواہ شد:۔ مرزا مہتاب بیگ بقلم خود۔ قادیان

العبد:۔ مرزا محمد اسمٰعیل بیگ موصی مذکور ✦ گواہ شد:۔ شیر محمد دوکاندار۔ قادیان ✦

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت نمبر ۳۷۴

مسمات ملک بی بی بنت حسین بیگ مرحوم زوجہ مرزا محمد اسمٰعیل صاحب قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت ۱۸۸۹ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور آج مورخہ ۹/۳۲ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں یا میرے ورثا میری زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے +

ایک مکان سکنی قادیان جسکی قیمت اس وقت چار صد روپیہ ہے۔ اس کے چوتھا حصہ کی میں مالک ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد منقولہ نہیں ہے۔ میری وفات کے بعد اگر کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ کہ اسکی بھی مندرجہ بالا شرائط کے مطابق صدر انجمن احمدیہ قادیان اسی طرح مالک ہوگی +

گواہ شد:۔ مرزا محمد اسمٰعیل بیگ خاوند موصیہ + العبد:۔ ملک بی بی زوجہ مرزا محمد اسمٰعیل بیگ قادیان۔ نشان انگوٹھا + گواہ شد:۔ شیر محمد دوکاندار قادیان + گواہ شد:۔ مرزا مہتاب بیگ بقلم خود قادیان +

وصیت نمبر ۳۸۷

منکہ نور بی بی زوجہ عاشق محمد راجپوت عمر ۴۲ سال بیعت دسمبر ۱۹۲۴ء ساکن باگڑ تحصیل کبیر والا ضلع ملتان۔ آج مورخہ ۱/۳۲ ۲۲ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں +

زیورات سنہری کٹمانہ۔ کنگن۔ کانٹے۔ انعام۔ زیور چاندی۔ تو ٹے جملہ قیمتی اسامی ۴۳ روپیہ کے ہیں۔ ۱ عدد ایک مشین سلائی قیمتی ۷۰ روپیہ کی ہے۔ یعنی سوائے ان کے اور کوئی جائداد نہیں ہے۔ انکی قیمت مبلغ پانسو روپیہ بنتی ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ رقم وصیت کردہ جلد تر داخل خزانہ کردونگی۔ جو کہ پچاس روپیہ بنتی ہے اگر میرے مرنے پر کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی +

گواہ شد:۔ عاشق محمد ولد محمد اعظم قوم سیال گردآور آبادی حلقہ پٹی۔ ضلع ملتان۔ خاوند موصیہ + العبد:۔ نور بی بی موصیہ مذکور + گواہ شد:۔ شیر محمد ولد صوبے خان جٹ سکنہ دوگل تحصیل دسوہہ۔ گردآور آبادی جلال پور پیر والا۔ ضلع ملتان +

وصیت نمبر ۳۷۸

منکہ میاں عبد اللطیف ولد مولوی محمد علی صاحب قوم ارائیں پیشہ زراعت تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ضلع گورداسپور آج مورخہ ۱۸ ۳/۳۲ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ساڑھے چار روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ المرقوم۔ عبد اللطیف بقلم خود +

گواہ شد:۔ نبی بخش احمدی ملازم ریلوے پرانا دفتر۔ لاہور + گواہ شد:۔ محمد تقی بقلم خود +

وصیت نمبر ۳۷۳

منکہ عصمت بیگم زوجہ میاں عبد اللطیف قوم ارائیں پیشہ زراعت تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ضلع گورداسپور آج مورخہ ۱۸ ۲/۳۲ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں +

میری اس وقت جائداد رقم حق مہر ہے۔ جو کہ مبلغ ۳۰۰/- روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت اگر میری اور کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی بالمرقوم۔ نشان انگوٹھا عصمت بیگم زوجہ میاں عبد اللطیف + گواہ شد:۔ نبی بخش احمدی۔ ملازم ریلوے۔ لاہور گواہ شد:۔ عبد اللطیف احمدی خاوند موصیہ +

وصیت نمبر ۳۸۶

منکہ فاطمہ زوجہ محمد رمضان قوم ترکھان عمر ۵۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۱ء ساکن گنج۔ ڈاک خانہ باغبانپورہ ضلع لاہور آج مورخہ ۱۸ ۳/۳۲ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد ایک کوٹھری رہائشی تخمیناً مالیت ایک سو روپیہ کی ہے۔ اور دو سو روپیہ کا حق مہر جو میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے۔ ہر دو کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ نیز لکھ دیتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے وقت اگر کوئی اور میرا ترکہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی فقط +

گواہ شد:۔ نبی بخش احمدی ملازم پرانا ریلوے دفتر لاہور۔ بقلم خود مورخہ ۱۸ ۳/۳۲ +

العبد:۔ فاطمہ زوجہ مستری محمد رمضان نشان انگوٹھا +

گواہ شد:۔ مستری محمد رمضان نشان انگوٹھا۔ خاوند موصیہ +

وصیت نمبر ۳۸۹۲

منکہ فیاض علی ولد رسول بخش قوم قریشی عمر ۸۸ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۸ء ساکن سراوہ ڈاک خانہ خاص تحصیل ہاپڑ ضلع میرٹھ صوبہ یو۔ پی آج مورخہ ۱۳ ۲/۳۲ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں +

اس وقت میری جائداد نہیں۔ میری ماہوار آمد بذریعہ پنشن از ریاست کپورتھلہ مبلغ گیارہ روپے ماہوار ہے۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور یہ میں انشاء اللہ ہر سہ ماہی پر ادا کرتا رہوں گا۔ کیونکہ مجھے پنشن ہر سہ ماہی پر ملتی ہے۔ میرے مرنے پر اگر کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی + المرقوم فیاض علی احمدی از سراوہ بقلم خود + گواہ شد:۔ غلام حسین احمدی بقلم خود سیکرٹری مال انجمن احمدیہ دہلی + گواہ شد:۔ [illegible]

[illegible] دہلی بقلم خود +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت نمبر ۳۸۷۴

منکہ دین حقی زوجہ صاحبزادہ محمد طیب احمدی قوم افغان عمر ۴۰ سال تخمیناً پیدائشی احمدی ساکن سرائے نورنگ ضلع بنوں۔ آج مورخہ ۲۸ ۱/۴ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان جنت نشان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ مدینۃ المسیح موعود قادیان دارالامان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد صرف مبلغ چار سو روپیہ مہر کی ہے۔ جو کہ اب تک میرے شوہر کے ذمہ ہے ✦ العبد:۔ دین حقی احمدی زوجہ صاحبزادہ محمد طیب احمدی نشان انگوٹھا

گواہ شد:۔ محمد صالح صاحب احمدی والد موصیہ۔ سرائے نورنگ بنوں ✦

گواہ شد:۔ کاتب الحروف صاحبزادہ محمد طیب احمدی شوہر موصیہ سرائے نورنگ بنوں ✦

وصیت نمبر ۳۸۴۸

منکہ احمد الدین ولد عبید و قوم کشمیری بٹ قریباً ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۶ء ساکن سیالکوٹ آج مورخہ ۱۱/۴ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرے مرنے کے وقت جس قدر جائداد منقولہ وغیر منقولہ موجود ہوگی۔ اس کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان واقعہ گورداسپور لینے کی حقدار ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم بطور حصہ جائداد اپنی زندگی میں داخل کروں۔ تو وہ میرے مرنے پر میری جائداد کی قیمت سے مجرا کیا جاویگا اس کے علاوہ میری ملازمت ۲۰/ روپیہ ماہوار کی ہے۔ اس کا دسواں حصہ میں ادا کرتا رہوں گا۔ غیر منقولہ جائداد حسب ذیل ہے۔

مکان پختہ دو منزلہ واقعہ محلہ کشمیری شہر سیالکوٹ قیمتی تخمیناً چار ہزار اور اسباب خانگی قیمتی تخمیناً پچاس روپیہ ✦ العبد:۔ احمد الدین بقلم خود ✦ گواہ شد:۔ فضل احمد قائمقام نائب مہتمم تبلیغ۔ ضلع سیالکوٹ ✦ گواہ شد:۔ شیخ نور الدین سیکرٹری انجمن احمدیہ چانگریاں تحصیل پسرور۔ ضلع سیالکوٹ ✦

وصیت نمبر ۲۸۲۷

منکہ برکت علی ولد چوہدری دیوان خان قوم اوان عمر ۴۷ سال تاریخ بیعت ۳/ دسمبر ساکن ڈھپئی ڈاکخانہ کوٹلی لوہاران تحصیل سیالکوٹ ضلع سیالکوٹ آج مورخہ ۱۲/۴ ۵ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ✦

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زمین سرد ست میرے حصہ میں تقریباً ۱۰ ۱/۲ گھماؤں چاہی ہے جس میں چھ گھماؤں زمین میری وراثت ہے۔ دو گھماؤں تین کنال بعد میں بیع لی ہوئی ہے۔ اور دو گھماؤں زمین رہن ہے ✦

العبد:۔ برکت علی نشان انگوٹھا ✦ گواہ شد:۔ فیروز الدین ولد دیوان خان برادر حقیقی موصی ✦

گواہ شد:۔ لعل الدین احمدی سب اسسٹنٹ سرجن برادر حقیقی موصی۔ حال امرتسر ۶ ۱۲/۳۲

وصیت نمبر ۳۶۸۷

منکہ میر کلیم اللہ ولد سید مدار قوم سید پیشہ موٹر سروس عمر ۵۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۸ء ساکن شیموگہ ڈاکخانہ و تحصیل خود ضلع ریاست میسور آج مورخہ ۱۵ ۵/۳۲ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کل جائداد ۷ ۱/۲ ہزار روپیہ کی ہے جس میں سے پانچہزار کی شموگہ میں اور ۲ ۱/۲ ہزار کی ٹمکور میں ہے۔ اس کا پانچواں حصہ میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اور اپنی آمدنی جو اس وقت ایک سو بیس ۱۲۰/ روپیہ ماہوار ہے۔ اس کا دسواں حصہ میں تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ✦ العبد:۔ میر کلیم اللہ احمدی بقلم خود شیموگہ ✦

گواہ شد:۔ غلام قادر شاق سیکرٹری انجمن احمدیہ بنگلور ✦ گواہ شد:۔ کے۔ ایم۔ اسمٰعیل احمدی۔ امرتسری۔ بقلم خود ✦

وصیت نمبر ۳۸۷۸

منکہ رشیدہ بیگم زوجہ ماسٹر علی محمد۔ بی۔ اے۔ بی ٹی قوم سید عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور آج مورخہ ۸ ۲/۳۲ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے وقت میری جسقدر جائداد ثابت ہو۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور قیمتی ایک ہزار روپیہ میرے مہر میں سے مبلغ ایک ہزار روپیہ میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے ✦ العبد:۔ رشیدہ بیگم بقلم خود

گواہ شد:۔ علی محمد صابر۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی خاوند موصیہ ۸ ۲/۳۲ ✦ گواہ شد:۔ سید عبد الحی کمرشل ہوس منصوری

وصیت نمبر ۳۸۸۳

منکہ رحمت بی بی بنت حکیم محمد الدین قوم قریشی صدیقی ساکن موضع بھٹے کلاں ڈاکخانہ صدر سیالکوٹ آج مورخہ ۳۰ ۱۲/۳۲ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد کی قیمت خزانہ صدر انجمن احمدیہ بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد زیورات نقرئی و طلائی قیمتی ایک سو اسی مالیت ۱۸۰/ روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۳۰ دسمبر ۱۹۳۲ء مطابق ۱۹ ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ ہجری ٭

گواہ شد:۔ محمد سعید ولد منشی محمد حسین مرحوم۔ ساکن بٹھے کلاں نمبردہ موصیہ بقلم خود ٭

العبد:۔ مسمات رحمت بی بی موصیہ مذکور بنت حکیم محمد الدین قوم قریشی صدیقی بیوہ منشی نیاز علی فاروقی۔ سکنہ بھٹے کلاں ٭ گواہ شد:۔ محمد صادق فاروقی ولد منشی نیاز علی مرحوم پسر موصیہ ساکن بھٹے کلاں۔ بقلم خود ٭

وصیت نمبر ۳۸۵۶

منکہ بشارت بیگم زوجہ عبدالکریم قوم لوہار عمر قریباً ۱۹ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۳۰ء ساکن کھاریاں ضلع گجرات آج مورخہ ۱۱/۳۲ ۱۵۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میرے مرنے کیوقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد دفتر خزانہ صدر انجمن قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر دو صد روپیہ۔ اس کے دسویں حصہ یعنی بیس/۲۰ روپیہ کی نسبت وصیت کرتی ہوں ٭ العبد:۔ بقلم خود بشارت بیگم ساکن کھاریاں ٭ گواہ شد:۔ عبداللہ ولد شرف الدین قوم گوجر ساکن کھاریاں۔ بقلم خود ٭ گواہ شد:۔ محمد شریف بقلم خود ساکن کھاریاں ٭

وصیت نمبر ۳۸۵۰

منکہ غلام حیدر ولد میاں خدا بخش صاحب قوم اوان عمر پچاس سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن گوجرانوالا آج مورخہ ۲۷/۱۲/۳۲ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا ایک مکان اور ایک دکان احمد نگر ضلع گوجرانوالا میں ہے۔ جس کے نصف حصہ کا میں مالک ہوں۔ نیز ایک مکان محلہ بخشی میراں گوجرانوالا میں ہے۔ دکان دارالسلام کے نزدیک محلہ چاہ روڑے والا میں ہے۔ ان کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں میرا گذارہ پنشن پر ہوگا۔ اس کے آمد کا ۱/۱۰ حصہ بھی ماہوار انشاء اللہ ادا کرتا ہوں گا۔ مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ اگر میری وفات پر اور کوئی جائداد ثابت ہوگی۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مذکورہ انجمن مالک ہوگی ٭ گواہ شد:۔ میراں بخش درزی گوجرانوالا ٭

العبد:۔ غلام حیدر پنشنر محلہ بخشی والا۔ گوجرانوالا۔ بقلم خود ٭

گواہ شد:۔ کریم بخش ولد میاں کرم الٰہی صاحب سکنہ گوجرانوالا شہر۔ بقلم خود ۲۸/۱۲/۳۲ ٭

وصیت نمبر ۳۵۰۲

منکہ غلام حسین ولد میاں چوغتے خان قوم ورک احمدی عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۲۷ دسمبر ۱۹۲۵ء ساکن چاہل تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور آج مورخہ ۸/۳۱ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ٭

میری جائداد اس وقت کوئی بھی نہیں ہے۔ میرا گذارہ اس وقت میری ماہوار آمدنی پر ہے جو مبلغ ۱۵ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمدن کا دسواں ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور کوئی اور جائداد یا زمین وغیرہ مجھے حاصل ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک انجمن ہوگی۔ غرضیکہ میری وفات کے بعد جو بھی جائداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک انجمن ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ فقط۔ المرقوم غلام حسین بقلم خود نقشہ نویس محکمہ نہر منٹگمری ٭ گواہ شد:۔ محمد شریف وکیل منٹگمری ٭ گواہ شد:۔ محمد سعید چوہدری دارالرحمت۔ منٹگمری ٭

وصیت نمبر ۳۵۰۳

منکہ مہرالنساء زوجہ بابو غلام حسین صاحب قوم ورک احمدی عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت ۲۸ دسمبر ۱۹۲۹ء ساکن چاہل تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ آج مورخہ ۵/۳۱ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت صرف بصورت حق مہر مبلغ ۵۰۰/- روپیہ ہے۔ جو میرے خاوند کے ذمہ قرضہ ہے۔ اور نیز مجھے اپنے ذاتی خرچ کیلئے مبلغ ۵ روپیہ ماہوار ملتے ہیں۔ جس کی بھی میں وصیت کرتی ہوں۔ کہ میں اپنی جائداد اور آمدنی کا کمی بیشی کی صورت میں بھی دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر بھی میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک انجمن ہوگی۔ حصہ حق مہر انشاء اللہ اپنی وصیت میں بذریعہ اقالہ ادا کر دونگی۔ المرقوم مہرالنساء موصیہ مذکور ٭ گواہ شد:۔ غلام حسین بقلم خود خاوند موصیہ ٭ گواہ شد:۔ محمد بخش پنشنر صدر قلعہ نوگوئی منٹگمری بقلم خود

وصیت نمبر ۳۸۶۶

منکہ بھاگ بھری بیوہ شرف الدین قوم گوجر عمر ساٹھ سال بیعت ۱۸۹۸ء سکنہ کھاریاں ضلع گجرات پنجاب اج مورخہ ۱/۳۲ ۸ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اسوقت اپنے خاوند کے ترکہ کا ۱/۸ حصہ تخمیناً دس کنال زمین ہے۔ جس کی قیمت اندازاً ۶۲۵ روپیہ ہے۔ زیور یا نقدی کسی قسم سے کچھ نہیں ہیں اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز وصیت کرتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کیوقت جسقدر میری جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکورہ ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم اپنی زندگی میں جمع کر دونگی۔ تو وہ حصہ وصیت سے منہا کر دی جائیگی ٭

العبد:۔ بھاگ بھری بیوہ شرف الدین قوم گوجر۔ ساکن کھاریاں۔ ضلع گجرات پنجاب

گواہ شد:۔ سعدالدین احمدی انگلش ماسٹر ہائی سکول جہلم ٭

گواہ شد:۔ عبداللہ پسر موصیہ ساکن کھاریاں ضلع گجرات ٭

گواہ شد:۔ ابراہیم پسر موصیہ سکنہ کھاریاں ضلع گجرات۔ پنجاب ٭